سلسلۂ مطبوعات مجلس
۱۹۳

تہذیب و تمدن پر

اسلام کے اثرات و احسانات

جس میں انسانی تہذیب و تمدن پر اسلام کے عظیم احسانات اور دور رس اور دیرپا نقوش و اثرات سے بصرانہ و مفکرانہ نقطۂ نظر سے واضح اور متعین طور پر بحث کی گئی ہے

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

بار اوّل

۱۴۰۶ھ — ۱۹۸۶ء

کتابت ________ ظہیر احمد کاکوروی

طباعت ________ لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)

صفحات ________ ۱۴۴

قیمت ________ ۱۵ پندرہ روپے

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

طابع وناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

(ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست عناوین

"تہذیب و تمدن پر اسلام کے اثرات و احسانات"

تمہید و تعارف - از مولوی شمس تبریز خاں رفیق مجلس تحقیقات و نشریات اسلام	۶
پیش لفظ	۱۱
تہذیب و تمدن پر اسلام کے اثرات و احسانات	۱۵-۲۱
موضوع کی وسعت و عالمگیری	۱۵
دشوار و نازک کام	۱۷
تاثیری عمل کی تحدید کی دقت	۱۸
اسلام کی عالمی تاثیر	۱۹
دنیا کو اسلام کے دس اہم اور بنیادی عطیات	۲۰
توحید کا صاف اور واضح عقیدہ	۲۲—۳۶
انسانی زندگی پر شرک و بت پرستی کے اثرات	۲۲
عقیدۂ توحید اور اس کا زندگی پر اثر	۲۴
دنیا میں عقیدۂ توحید کی صدائے بازگشت اور مذاہب پر اس کا اثر	۲۵
ہندوستان پر اسلام کے عقیدۂ توحید کا اثر	۲۸
توحید کا اثر مسیحی دنیا پر	۳۱
یہ مساعی کیوں ناکام رہیں اور ان سے مطلوبہ نتائج کیوں حاصل نہیں ہوئے؟	۳۴
انسانی وحدت و مساوات کا تصور	۳۷-۴۹
انسانی اخوت کا بلیغ اور تاریخی اعلان	۳۷
قبل اسلام کا انسانی معاشرہ اور اس میں افراد و قبائل کی تقدیس	۴۲
انسانی شرافت و عظمت کا اعلان	۵۰-۵۸
تیسرا عظیم احسان	۵۰

www.abulhasanalinadwi.org

عورت کی حیثیت عرفی کی بحالی اور اس کے حقوق کی بازیابی	۵۹-۷۸
اسلام سے پیشتر طبقۂ نسواں کی حالت	۵۹
بُدھ مت	۶۵
ہندو دھرم	۶۶
چین	۶۷
انگلستان	۶۸
اسلامی تعلیمات	۶۸
مغربی فضلاء اور اہلِ انصاف کی شہادت واعتراف	۷۴
پیدائشِ نو اور انقلابِ عظیم	۷۶
ناامیدی اور بدفالی کی تردید اور نفسیاتِ انسانی میں حوصلہ مندی اور اعتماد وافتخار کی آفرینش	۷۹-۸۶
انسان کے بارے میں نقطۂ نظر کی تبدیلی	۷۹
فطرتِ انسانی کے لئے گناہ عارضی وخارجی ہے، خیر پسندی اور سلامت روی فطری و داخلی ہے	۸۰
توبہ کا درجہ اور مقام	۸۱
تائبین کا اعزاز	۸۳
انسانیت کے لئے رحمت وبشارت	۸۶
دین ودنیا کا اجتماع اور متحارب ومتضاد طبقات کی وحدت	۸۷-۹۳
دو نیم انسانیت اور میدانِ جنگ دنیا	۸۷
اس طریقِ فکر کا قدرتی نتیجہ	۸۸
دینِ وحدت اور اس کی جامعیت	۸۹
مسیحی یورپ میں دین ودنیا، اور ریاست وکلیسا کی کشمکش	۹۰
فصل کے بجائے وصل	۹۱
پوری زندگی عبادت اور کائنات عبادت گاہ	۹۲
دین وعلم کے درمیان ایک مقدس دائمی رشتہ کا قیام واستحکام ایک کی قسمت کو دوسرے کی قسمت سے وابستہ کرنا	۹۴-۱۰۹

www.abulhasanalinadwi.org

ایک مقدس دائمی رشتے کا قیام	۹۴
ایک غیر متوقع آغاز	۹۷
دین کے مزاج کا تعین	۹۹
علم و آگہی سے خائف مذاہب	۱۰۰
علمی منتشر اکائیوں میں وحدت و ربط	۱۰۴
علم و عقل سے دینی امور میں بھی استفادہ اور انفس و آفاق میں غور و فکر کی ہمت افزائی	**۱۱۰ ــ ۱۱۷**
علم و تفکر کے بارے میں مذاہب قدیم کا رویہ	۱۱۰
بصارت و بصیرت کی دعوت	۱۱۰
دعوت فکر کا اثر و نتیجہ	۱۱۵
ایک ایسی امت کا ظہور جو عالمی رہنمائی اور انفرادی اجتماعی اخلاق کی نگرانی کر سکے	**۱۱۸-۱۲۸**
ایک مثالی رہنما امت کی ضرورت	۱۱۸
منتخب و مامور امت	۱۱۹
تمدن و معاشرہ کی سطح پر صالح انقلاب کی ضرورت	۱۲۱
احتساب کائنات	۱۲۳
امت کی مسلسل ذمہ داری و نگرانی	۱۲۷
عقیدہ و تہذیب کی عالمی وحدت	**۱۲۹ ــ ۱۳۷**
بے مثال عالمی وحدت	۱۲۹
وحدت کی ممتاز علامتیں	۱۳۰
مغربی فضلاء کے بیانات	۱۳۲
اسلامی تہذیب کا ضمیر و خمیر	۱۳۴
تاریخ اسلام میں اصلاحی و تجدیدی عمل کی کامیابی کا راز	۱۳۵
انسانی تمدن کو متحرک کرنے کا عمل جاری رہنا چاہیے	۱۳۵
رحمۃ للعالمین پیغمبر اور رحمت عالم دین و دعوت	**۱۳۸ ــ ۱۴۰**
فہرست مراجع و مآخذ	**۱۴۱ ــ ۱۴۴**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید و تعارف

امّا بعد! اسلامی فلسفۂ تاریخ کے مآخذ بھی قرآن و حدیث ہیں کتاب و سنت کی تعلیمات نے جب اپنا تاریخی اور تاریخ ساز کردار ادا کرنا شروع کیا تو اس کے پس منظر میں اسلام کا تاریخی شعور، فلسفۂ تاریخ، اور نظریۂ حیات و کائنات بھی کارفرما تھا، انسانیت کو دوسرے علوم و فنون اور تہذیبی و تمدنی معیار و اقدار اور اصول و اساس عطا کرنے کے ساتھ اسلام نے اسے تاریخ کا ایک واضح و متعین نظریہ اور عملی فلسفہ بھی عطا کیا جسے سنّت اللہ سے تعبیر کیا گیا جس میں کوئی تغیّر و تبدّل نہیں ہوتا (الاحزاب۔ ٢٦) اسی طرح تقدیر الٰہی اور قدرتِ خداوندی، مشیت ایزدی اور ارادہ و عمل میں اس کی خود مختاری، اور مطلق و عمومی حکمرانی پر ایمان و عقیدہ نے اسلامی و انسانی تاریخ کو طرح طرح سے متأثر کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات نے کہ:۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ۔ (الرحمٰن۔ ٢٩) — وہ ہر دن ایک حالت میں ہوتا ہے اور ہر روز اس کی نئی شان کا ظہور ہوتا ہے

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا۔ (الانعام۔ ٥٩) — اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر یہ کہ وہ اسے جانتا ہے۔

دنیا کو بتایا کہ انسانی تاریخ کے پس پردہ ایک غیبی ہاتھ اور ماورائی طاقت بھی کارفرما ہے، اور تاریخی عوامل و اسباب اور مادّی و اقتصادی، سیاسی و معاشرتی محرکات سے

www.abulhasanalinadwi.org

کہیں زیادہ ارادۂ الٰہی اور قدرت و مشیت خداوندی کارفرما ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات حیات و کائنات سے الگ نہیں بلکہ ہمہ دم اس پر حاکم و نگراں اور اس میں حقیقی فاعل و مؤثر ہے، اور کائنات سے اس کا تخلیقی تعلق ہمہ دم برقرار ہے:—

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ	اس کا معاملہ یوں ہے کہ جب وہ کسی
يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝	چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے
(یٰس۔ ۸۲)	ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

قرآن مجید اور سنت کی تعلیمات اس پر گواہ ہیں کہ بالآخر حق کی فتح ہوتی ہے "الحق یعلو ولا یُعلیٰ" اور دیر یا سویر آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی حق کی مادی یا معنوی و اخلاقی جیت ہوتی ہے، اور وہ باطل پر بہرحال اثر انداز ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حق میں خاص تاثیر اور دلکشی، اور انسانی فطرت میں اثر پذیر ہونے کی خاصیت و صلاحیت رکھی ہے جس کی وجہ سے اہلِ حق کامیاب ہوتے ہیں، اسی لئے جگہ جگہ فرمایا گیا "وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ" (القصص ۸۳) "اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ" (البقرہ ۱۵۳) "اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ" (التوبہ ۱۲۰)

پھر اللہ تعالیٰ نے بقا و فنا کا ایک عام قانون اور قاعدۂ کلیہ بتاتے ہوئے بقائے اصلح (SURVIVAL OF THE FITTEST) کے بجائے بقائے انفع (SURVIVAL OF THE BEST) پر زور دیا کہ جو چیز اپنے اندر اصلیت و حقیقت اور نفع رسانی کی صلاحیت رکھتی ہے، وہ تو باقی رہتی اور دنیا پر اثر انداز ہوتی ہے اور جو شے کھوکھلی اور غیر مفید ہوتی ہے، وہ ضائع اور فنا ہو جاتی ہے:

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ	سو جھاگ تو بیکار ہو کر جاتا رہتا ہے اور
وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ	جو چیز لوگوں کے لئے کارآمد ہے سو وہ

www.abulhasanalinadwi.org

فِی الْاَرْضِ کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ۔ (الرعد۔ ۱۷)

دنیا میں رہ جاتی ہے، اللہ اسی طرح مثالیں بیان کرتا ہے۔

مذکورہ بالا قوانینِ قدرت کے پیشِ نظر قدرتی اور فطری طور پر اسلام ایک تعمیری و انقلابی نظریۂ حیات اور مکمل و مثالی نظامِ زندگی کی شکل میں جب آیا تو اس نے کفر و شرک، جاہلیت و جہالت، مادیت و مظاہر پرستی، قومی و قبائلی عصبیت اور انسان دشمنی، شہنشاہیت و طبقہ واریت، دین و دنیا کی تفریق، بداخلاقی و ناشائستگی، اور تمام غیر انسانی افکار و اعمال پر خطِ تنسیخ پھیر دیا، اور مثبت طور پر انسانوں کے لئے توحید و رسالت، ایمان و یقین، مکافاتِ عمل اور عقیدۂ آخرت، اخلاقِ فاضلہ و اعمالِ صالحہ، علم دوستی اور فکر و نظر، تقویٰ و روحانیت، حقیقت پسندی و حق پرستی، عالمگیر اخوت و مساوات، انسان دوستی، انسان کے شرف و عزت اور عورت کے حقوق کی بحالی، دین و دنیا کی وحدت اور ایک صالح معاشرت و تمدن اور عالمگیر انسانی تہذیب کی تعمیر و تشکیل کا راستہ ہموار کر دیا، اور آفتاب کی روشنی، ماہتاب کی چاندنی اور موسم کے تغیرات کی طرح پوری دنیائے انسانیت کو متأثر کیا۔

اسلامی تعلیمات کے نتیجے میں ایسی بے مثال تہذیب و ثقافت وجود میں آئی جس کا مکانی رقبہ اقصائے مشرق سے اقصائے مغرب تک اور زمانی وقفہ چودہ سو سال (۱۴۰۰) پر پھیلا ہوا ہے اور اس زمانی و مکانی وسعت اور اس تہذیب کے عظیم امکانات اور دور رس اور دیرپا عناصر و مضمرات نے تقریباً تمام ہی انسانی تہذیبوں کو کم و بیش متأثر کیا ہے، صلیبی جنگوں، قسطنطنیہ کی فتح (۱۴۵۳ء) اور پھر اندلس کی اسلامی حکومت کے ذریعے اسلامی تہذیب نے مغربی علوم و فنون اور صنعت و سائنس کی ترقی میں جو مؤثر و فعال کردار ادا کیا ہے اس پر ماضی قریب و حال میں متعدد کتابیں نکل چکی ہیں، جن میں گستاولی بان کی "تمدنِ عرب"، رابرٹ بریفالٹ (ROBERT BRIFFAULT) کی "تعمیرِ انسانیت"

www.abulhasanalinadwi.org

(STUDY OF (A. J. TOYNBEE) کی ٹائن بی (MAKING OF HUMANITY) HISTORY) ڈاکٹر تاراچند کی (HISTORY OF SCIENCE) جارج سارٹن کی (INFLUENCE OF ISLAM ON INDIAN CULTURE) زیادہ ممتاز ہیں۔

اردو میں اس موضوع پر حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہٗ کی تصنیف لطیف "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر" پہلی کتاب تھی جس نے اس وسیع و عریض اور اہم و نازک موضوع کا حق ادا کیا تھا اور اپنی اہمیت اور قدر و قیمت کے لحاظ سے مشرق و مغرب کے اہلِ علم کا مرکز توجہ ٹھہری تھی جس کا کچھ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ عربی و اردو میں اب تک اس کے ایک درجن سے زائد اور انگریزی اور دوسری زبانوں میں متعدد اڈیشن نکل چکے ہیں اور اہلِ علم اس سے برابر مستفید ہو رہے ہیں، کچھ اسی سے ملتے جلتے موضوع پر حضرت مولانا مدظلہٗ کی تازہ کتاب "الإسلام: أثره في الحضارة وفضله على الانسانية" کا اردو ترجمہ راقم الحروف کے قلم سے پیش کیا جارہا ہے، جس میں بڑے واضح اور متعین انداز سے انسانی تہذیب و تمدن پر اسلام کے ناقابل فراموش احسانات اور دور رس و دیرپا نقوش و اثرات سے پوری علمی و تاریخی دیانت، فکری و تحقیقی متانت اور ایمانی فراست و حکمت کے ساتھ بحث کی گئی ہے، اور ایک قاموسی وسیع الذیل اور کثیر الاطراف تاریخی موضوع کو دس نکات میں سمیٹنے اور دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی ایسی مؤرخانہ و فاضلانہ اور حکیمانہ کوشش کی گئی ہے جو بلا تفریق مذہب و ملت دنیا کے مؤرخوں، محققوں، بین الاقوامی تعلقات و مفاہمت (UNDERSTANDING) کے ماہروں، مذاہب اور تہذیبوں کا تقابلی مطالعہ کرنے والوں اور تمام مفکروں اور نکتہ دانوں کے لئے صلائے عام اور دعوتِ فکر و نظر کی حیثیت رکھتی ہے، مسلمان مورخین و محققین کتاب کے فکر انگیز موضوعات کو اپنا موضوع بنا کر اور اسے وسعت دے کر عصر حاضر میں اسلام اور مسلمانوں کی بڑی خدمت

www.abulhasanalinadwi.org

انجام دے سکتے ہیں، اور دنیائے علم وتحقیق کو ایک اہم مگر قدرے مجہول موضوع کی طرف متوجہ کرسکتے ہیں۔

کتاب کے موضوعات صرف تاریخی مباحث کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ عصر حاضر کے مسائل ومشکلات کا حل بھی پیش کرتے ہیں، اور مغربی تہذیب کے مارے اور ستائے ہوئے اپنے حال سے بیزار اور مستقبل سے مایوس انسان کے اندر حوصلہ وخود اعتمادی بھی پیدا کرتے ہیں، اور قومی عصبیت ونسلی تفریق کو لعنت قرار دے کر اسلامی اخوت ومساوات اور اس کی پیدا کردہ عالمگیر تہذیبی وحدت کی طرف متوجہ کرتے ہیں جس میں انسان اپنی عزت وشرافت کی معراج پر پہنچ جاتا ہے، اور عورت اپنا فطری مقام اور اپنے جملہ حقوق پالیتی ہے، اسی کے ساتھ توحید کے عالمی اثرات، اور علم وعقل کی ہمت افزائی اور سائنس کو بامقصد، مفید اور خدارسی کا ذریعہ بنانے کی ترغیب بھی ملتی ہے، اور آخر میں ملّتِ اسلامیہ کو اسلام کے ان شریفانہ مقاصد کو عملی جامہ پہنانے اور صحیح خطوط پر دنیا کی رہنمائی ونگرانی، عالمی نظام واخلاق کا احتساب، عدل اجتماعی کے قیام اور شہادتِ حق کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی پُرزور و پُرخلوص دعوت دی گئی ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی مذہبی وملی ذمہ داری نبھانے کے لئے فہم وبصیرت اور ہمت عطا کرے اور عام انسانوں کو ان مباحث پر فکر وعمل کی توفیق بخشے۔ ع

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

شمس تبریز خاں

رفیق مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

۱۲ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ

۲۵ دسمبر ۱۹۸۵ء

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ وحدہٗ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ!

پندرہویں صدی ہجری کے استقبال کے سلسلے میں (جسے دنیائے اسلام کے مختلف ممالک میں مختلف طریقوں اور انداز سے منایا گیا[۱]) وزارتِ اطلاعات کویت کی مجلس قومی ثقافت وفنون کی طرف سے "الاسلام والحضارۃ الانسانیۃ" (اسلام اور انسانی تمدن) کے موضوع پر اظہارِ خیال کے لئے راقم سطور کو دعوت دی گئی، اس دعوت سے راقم نے طبعی وفکری ہم آہنگی محسوس کی اور اس پر اس کا مثبت ردِّ عمل ہوا، کیونکہ اسے اِس موضوع کی اہمیت وحقیقت کا شعور تھا، اور اس موضوع ومقصد سے اس کا دیرینہ ربط وتعلق تھا، جس میں حسبِ ضرورت مزید غور وفکر اور مطالعہ سے اضافہ کیا جا سکتا تھا، اس نے شکریہ کے ساتھ دعوت قبول کر لی، اور

---

[۱] اسی کا وہ جلسہ بھی تھا جسے مسلم طلبہ کی تنظیم (S. I. M.) نے ۲۲ رذی الحجہ ۱۴۰۰ھ کو لکھنؤ کے گنگا پرشاد میموریل ہال میں منعقد کیا تھا، اس کی ایک اچھی یادگار راقم کی وہ تقریر تھی جو "پندرہویں صدی ہجری، ماضی وحال کے آئینہ میں" کے عنوان سے تینوں زبانوں، اردو، عربی، اور انگریزی میں شائع ہوئی اور عرب وہند کے دینی وعلمی حلقوں میں اس کو مقبولیت واہمیت حاصل ہوئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

کثرتِ اشغال و اسفار کے باوجود چند دن میں اس موضوع پر مقالہ تیار کر لیا۔
کوئیت کی وزارتِ ابلاغ و اطلاعات کے زیرِ اہتمام کوئیت یونیورسٹی کے سائنس کالج کے ہال میں چہار شنبہ کی شام ۱۸ / صفر ۱۴۰۴ھ - ۲۳ / نومبر ۱۹۸۳ء کو جلسہ منعقد ہوا، جس میں وہاں کے سربرآوردہ حضرات، ممتاز علماء، اور اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان بڑی تعداد میں شریک ہوئے، یہی مقالہ "النادی الثقافی" مکۃ مکرمہ کے ایک بڑے جلسہ میں ۳۰ / صفر ۱۴۰۴ھ - ۶ / دسمبر ۱۹۸۳ء کو پڑھا گیا، اور وہ "احادیث صریحۃ مع اخواننا العرب والمسلمین"[۱] کے مجموعہ میں بھی شامل ہو کر طبع ہوا۔
لیکن اس مقالہ میں (بنیادی باتوں اور فکر انگیز اشارات آجانے کے باوجود) وقت کی تنگی اور مشغولیت کے سبب اجمال و اختصار سے کام لیا گیا تھا، پھر راقم سطور کو "سیرت و سنّت کی چوتھی عالمی کانفرنس کے سکریٹریٹ کی طرف سے اس جلسے میں شرکت کی دعوت ملی جو جامع ازہر قاہرہ کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والی تھی، اتفاق سے اس کی فہرست موضوعات میں بھی ایک موضوع تھا "اثر الرسالۃ الاسلامیۃ فی الحضارۃ الانسانیۃ" (اسلام کا اثر انسانی تہذیب پر) اس طرح اس دعوت نے اس موضوع پر مزید مطالعہ اور اضافہ کی تحریک پیدا کر دی، اور اس موضوع سے ذہنی طور پر فارغ ہونے کے بعد ایک بار پھر یہ موضوع فکر اور اعصاب پر سوار ہو گیا (جس کا اپنی علمی و تصنیفی زندگی میں بار بار تجربہ ہوا ہے) چنانچہ اس پر از سرِ نو غور و فکر شروع کیا گیا، بڑے عنوانات کے تحت ذیلی عنوانات قائم کئے گئے، اور اقوام و ملل اور عالمی تہذیب پر اسلام کے واضح اثرات، بعثتِ محمدیؐ کے اہم اور بنیادی عطیات

---

[۱] صفحات ۲۳-۸۰ طبع دار عرفات، رائے بریلی۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے سلسلہ میں ملنے والے نئے مواد، محکم دلائل، اور غیر مسلم فضلاء کی شہادتوں نے مقالہ کو ایک سرسری تحریر کی سطح سے بلند کر کے ایک نئے تحقیقی مضمون، اور علمی و تاریخی بحث کی شکل دے دی جس نے اس کو ان مسلم و غیر مسلم انصاف پسند محققین کی توجہ، مختلف زبانوں میں ترجمہ کئے جانے اور اس تعلیم یافتہ طبقہ کو پیش کئے جانے کا مستحق بنا دیا جس میں قبول حق، اعتراف و انصاف، فراخ دلی اور وسیع النظری کا جوہر پایا جاتا ہے، اور جس سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا۔

مصنّف نے اس موقعہ پر غیر ضروری و بے موقع کسر نفسی سے کام نہیں لیا کہ اس موضوع سے متعلق اپنی سابقہ تحریروں کے ان اقتباسات سے کام لے جو ان مقاصد و حقائق کو بہتر طریقہ پر پیش کرتے ہیں، جو اس کتاب میں پیش نظر ہیں، ہر مصنّف اور صاحبِ قلم کو اس کا تجربہ ہوگا کہ مضامین کا ورود، قلم کی روانی، اور طبیعت کا جوش ایسی قابو کی چیز نہیں کہ ہر وقت حاصل ہو سکے، اس لئے کسی مصنّف کے لئے یہ عیب کی بات نہیں ہے کہ وہ کبھی کبھی اپنے ہی سابقہ ذخیرہ سے کام لے، اور اپنی تصنیفات سے مفید و مؤثر اقتباسات پیش کرے، یہاں قارئین بعض ایسی عبارتیں دیکھیں گے جنھیں وہ "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر" یا "نبی رحمتؐ" وغیرہ میں پڑھ چکے ہوں گے لیکن نئی ترتیب و نظام اور جدید اضافات نے ایک رسالہ یا مقالہ کو ایک مستقل کتاب کی شکل دے دی ہے، جو اپنے مشتملات سے ربط و ہم آہنگی اور وحدت کی بنا پر ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔

مصنّف کو جب قاہرہ کی سیرت و سنّت نبویؐ کی چوتھی عالمی کانفرنس کی تاخیر کی اطلاع ملی جو اس موضوع پر از سر نو غور و فکر کا محرّک ہوئی تھی، تو اس نے

www.abulhasanalinadwi.org

اس کتاب کی ضرورت وافادیت، دعوتِ فکر وانصاف دینے کی صلاحیت اور اس موضوع کو آگے بڑھانے اور اس کا پورا حق ادا کرنے کی اس تحریک ودعوت کی بنا پر جو اس میں مضمر ہے اس کی اشاعت مفید سمجھی، وعلی اللہ قصد السبیل۔

مصنف اپنے عزیز رفیق کار مولوی شمس تبریز صاحب کا دل سے شکرگزار ہے کہ انھوں نے اس کتاب کا بڑی خوبی وروانی کے ساتھ ترجمہ کرکے اس کو اردو کا جامہ پہنایا اور ان کتابوں کی فہرست میں وقیع اضافہ کیا جن کا وہ عربی سے اردو میں ترجمہ کر چکے ہیں۔

ابوالحسن علی ندوی

۱۹ر شوال ۱۴۰۵ھ

۸ر جولائی ۱۹۸۵ء

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تہذیب و تمدّن پر
اسلام کے اثرات و احسانات

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ

وصحبہ اجمعین!

موضوع کی وسعت و عالمگیری

"اسلام اور انسانی تہذیب و تمدّن" ایک زندہ اور واقعاتی موضوع ہے، جس کا تعلق بعثت محمدیؐ اور اسلامی پیغام و تعلیمات ہی سے نہیں، زندگی کے حقائق، انسانیت کے حال و مستقبل اور تہذیب و تمدّن کی تعمیر و رہنمائی میں امت اسلامیہ کے تاریخی کردار سے بھی ہے، یہ اہم موضوع اصلاً انفرادی کوشش کے بجائے کسی اجتماعی و مجلسی محنت کا طالب ہے، کیونکہ یہ موضوع اپنے مباحث کی وسعت کے لحاظ سے عالمی و انسانی رنگ کا حامل ہے، اور اپنے اندر گہرائی و گیرائی اور بڑے وسیع اعماق و آفاق رکھتا ہے، اس کی زمانی مدت پہلی اسلامی صدی سے لے کر ہماری موجودہ صدی تک، اور اس کی مکانی مسافت دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھیلی ہوئی ہے، اور اس کی معنوی وسعت عقائد سے اخلاق و اعمال تک، اور انفرادی و اجتماعی زندگی سے سیاست و قانون، اور بین الاقوامی تعلقات تک،

www.abulhasanalinadwi.org

اور فکری، علمی و اخلاقی اصلاحات و ترقیات سے لے کر فنِ تعمیر، شعر و ادب اور ذوقِ لطیف تک محیط و بسیط ہے۔

اس کے ساتھ اس کی ہر وسعت و مسافت بہت پہلو دار واقع ہوئی ہے، اس لئے اس موضوع کا حق ایک علمی مجلس اور اکاڈمی ہی ادا کر سکتی ہے، جو اپنے موضوع کے ماہرین خصوصی اور اساتذۂ فن پر مشتمل ہو، یہ موضوع ان اہلِ نظر و اہل علم کی توجہ کا طالب ہے، جو جرأت مندانہ فیصلہ اور اپنے تحقیق و مطالعہ کے نتائج کے بے لاگ اعلان کی صلاحیت و قدرت رکھتے ہوں، ان میں سے کوئی ایک عقائد اور دینی فکر کے ارتقاء سے بحث کرے، دوسرا تمدّن و اجتماع کے موضوع کو لے، تیسرا شریعت و قانون کو اپنا مرکزِ توجہ بنائے، چوتھا اس حرّیتِ افراد و مساواتِ انسانی کا علمی و تاریخی جائزہ لے جو اسلام کی دین ہے، پانچواں اسلام کے اس کارنامہ پر روشنی ڈالے جو اس نے معاشرے میں عورتوں کو ان کے جائز حقوق دلانے، اور ان کا صحیح مقام متعیّن کرنے میں انجام دیا، اس طرح یہ موضوع ایک مخصوص "دائرۃ المعارف" اور انسائیکلوپیڈیا کا متقاضی ہے، لیکن جیسا کہ کہا گیا ہے کہ "ما لا یدرك کلہ لا یترك کلہ" (جو شئے پوری نہ حاصل کی جا سکے اسے بالکل چھوڑنا بھی نہ چاہیئے) اس اہم موضوع پر خامہ فرسائی کی جرأت کی گئی، قرآن مجید میں ایک قطعۂ زمین کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے:۔

فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ۔ (البقرہ ـ ۲۶۵)

اگر اسے موسلا دھار بارش نہیں بھی پہنچتی ہے تو تری تو پہنچتی ہی ہے۔

دشوار و نازک کام!

شاید سب سے دشوار اور نازک کام کسی ترقی یافتہ تہذیب کی ایسی کیمیائی تحلیل و تجزیہ ہے، جس کے ذریعہ اس کے داخلی عناصر کے مختلف زمانوں اور تاریخی وقفوں کو جانا جا سکے، ان کی اصلیت کا پتہ چلایا جا سکے، اور ان کے باہمی تاثیر و تأثر اور اس تہذیب کے اصلی و حقیقی عوامل FACTORS کی نشاندہی کی جا سکے، اور وہ بھی اس صورت میں کہ وہ عناصر اور مؤثرات ایک تہذیبی ڈھانچے، اور انسانی معاشرے کی شکل اختیار کر چکے، اور اس کے بطون میں داخل ہو کر اس کے خون اور روح کا حصہ بن چکے ہوں اور ان سے اسی طرح اس تہذیب کا ایک خاص مزاج بن چکا ہو جیسے فطری عوامل تعلیم و تربیت، ماحول اور غذاؤں کے ذریعہ کسی فرد کی زندگی اور اس کی مخصوص شخصیت بن جاتی ہے، اور ابھی تک کوئی ایسی کیمیائی تجربہ گاہ وجود میں نہیں آئی ہے، جو تاریخی تحلیل کا کام دے سکے اور نہ کوئی ایسی خوردبین (MICROSCOPE) ایجاد ہوئی ہے، جو ان باریک تہذیبی عوامل FACTORS کی وضاحت کر سکے جنھوں نے کسی تہذیب کی تشکیل میں خاص حصّہ لیا ہے۔

اس صورت حال میں اقوام و ملل اور مختلف ملکوں اور معاشروں کی عمیق و وسیع تحقیقات ضروری ہو جاتی ہیں، جن سے ہم ان کے ماضی و حال کا موازنہ کر سکیں اور اسلامی دعوت اور نبوی بعثت کے انقلابی و اصلاحی عمل کا اندازہ کر سکیں جو اس نے عقائد کی اصلاح و تبدیلی، جاہلیت کے آثار، مشرکانہ فلسفہ،

www.abulhasanalinadwi.org

اور موروثی رسوم و عادات کو مٹانے، فکری دھارے کو موڑنے، اقدار و معیار کو بدلنے اور تمدنوں کی تعمیر و تزئین کے سلسلے میں انجام دیا ہے، یہ کام جاں گسل تحقیقات اور بڑی ذہنی و عقلی ریاضت چاہتا ہے، مگر حقیقتاً ایک مفید اور ضروری کام ہے، جسے اگر "یونیسکو" (UNESCO) جیسا علمی ادارہ یا یورپ و امریکہ کی کوئی علمی اکیڈمی انجام نہیں دے سکتی تو اس کی ضرورت ہے کہ مشرقی اسلامی ممالک کے کسی علمی و تحقیقی مرکز یا اسلامی یونیورسٹی میں اس کے لئے ایک مجلس علمی (اکیڈمی) قائم کی جائے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کام ان بہت سے علمی کاموں کی بہ نسبت زیادہ مفید و نفع بخش ہے جو وہ اکیڈمیاں اور یونیورسٹیاں انجام دے رہی ہیں، اور جن پر وہ بے دریغ اپنی طاقت اور وسائل صرف کر رہی ہیں۔

تاثیری عمل کی تحدید کی دقّت

انسانی تہذیب میں اسلامی اثرات کی تعیین و تحدید ایک مشکل اور تقریباً ناممکن کام ہے، اس لئے کہ یہ اثرات انسانی تہذیب کے وجود کا حصہ اور اس کا گوشت پوست بن گئے ہیں، اور اس کے خون میں اس طرح سرایت کر گئے ہیں کہ دنیا کی قومیں اب ان اثرات کو پہچانتی بھی نہیں ہیں، اور نہ انھیں کبھی یہ خیال گزرتا ہے کہ یہ اثرات باہر سے آئے ہیں اور کسی عالمگیر دینی دعوت و انقلاب کا نتیجہ ہیں، اس لئے کہ وہ ان کے وجود کا ایک حصہ ان کے فکر و ذہن اور تمدّن و زندگی کا لازمی جزء بن گئے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسلام کی عالمی تاثیر

یہاں راقم اپنی کتاب "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر" سے ایک اقتباس پیش کر رہا ہے، جس میں اس نے اسلامی تمدن اور انسانی رجحانات پر اس کے اثرات کا جائزہ لیا تھا:۔

"جس طرح موسم بہار میں نباتات اور انسانوں کے مزاج موسم سے متأثر ہوتے ہیں، اسی طرح محسوس اور غیر محسوس طریقہ پر اسلامی اقتدار وتمدن کے زمانہ میں لوگوں کی طبیعتیں اور ذہنیتیں متغیر اور اسلام سے متأثر ہونے لگیں، دلوں میں گداز اور نرمی پیدا ہونے لگی، اسلام کے اصول وحقائق دل ودماغ میں پیوست ہونے لگے، اشیاء کی قدر وقیمت کے بارے میں لوگوں کا نقطۂ نظر بدلنے لگا، کل تک جن چیزوں اور جن صفات کی لوگوں کی نگاہ میں بڑی وقعت واہمیت تھی، اب وہ جاتی رہی، اور جو چیزیں بے وقعت تھیں اب وہ وقیع بن گئیں، پرانے معیاروں کی جگہ نئے معیاروں نے لے لی، جاہلیت، رجعت پسندی اور جمود کی علامت بن گئی، اور اس کے متبعین میں احساس کمتری پیدا ہو گیا، اور اسلام کی طرف انتساب، اس کے شعائر اور خصوصیات کو اختیار کرنا ایک فخر اور تعریف کی چیز بن گئی، دنیا اسلام سے آہستہ آہستہ قریب ہو رہی تھی، جس طرح اس کرۂ ارضی کے رہنے والوں کو آفتاب کے گرد گردش کا احساس نہیں ہوتا، اسی طرح

www.abulhasanalinadwi.org

ان قوموں کو اور ان کے افراد کو اپنے اسلامی رجحانات اور اسلام کے اندرونی اثرات کا احساس نہیں ہوتا تھا، ان اثرات سے نہ علم و فلسفہ خالی تھا نہ مذاہب و تمدّن، لوگوں کے ضمیر اور ان کے باطن ان اثرات کی شہادت دیتے تھے، اور ان کے اصلاحی میلانات اس کی غمّازی کرتے تھے مسلمانوں کے تنزّل کے بعد بھی جو اصلاحی تحریکات ان قوموں میں پیدا ہوئیں، وہ اسلامی اثرات اور اسلامی خیالات کا نتیجہ ہیں۔"[1]

دنیا کو اسلام کے دس اہم اور بنیادی عطیات

اگر اقوام و ملل کی زندگی اور تمدّن میں نمایاں اسلامی اثرات کی تعیین و تحدید ناگزیر ہے تو ہم اختصار و انتخاب کے طور پر انھیں دس بنیادی و قیمتی عطایا کو متعین کرنے کی کوشش کریں گے، جن کا نوع انسانی کی رہنمائی، صلاح و فلاح، اور تعمیر و ترقی میں نمایاں کردار رہا ہے، اور جنھوں نے ایک زندہ و درخشندہ دنیا کی تخلیق و تشکیل کی ہے جو کہنہ اور زوال پذیر دنیا سے کوئی مشابہت نہیں رکھتی ہے، وہ اسلامی عطیات (GIFTS) درج ذیل ہیں:۔

۱۔ صاف اور واضح عقیدۂ توحید۔

۲۔ انسانی وحدت و مساوات کا تصور۔

۳۔ انسانیت کے شرف اور انسان کی عزّت و بلندی کا اعلان۔

---

[1] "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر" (لکھنؤ ۱۹۸۱ء) ص ۱۸۱، ۱۸۲

www.abulhasanalinadwi.org

۴۔ عورت کی حیثیتِ عُرفی کی بحالی اور اس کے حقوق کی بازیابی۔

۵۔ ناامیدی و بدفالی کی تردید اور نفسیات انسانی میں حوصلہ مندی اور اعتماد و افتخار کی آفرینش۔

۶۔ دین و دنیا کا اجتماع اور حریف و برسرِ جنگ و انسانی طبقات کی وحدت۔

۷۔ دین و علم کے درمیان مقدّس دائمی رشتے کا قیام و استحکام، اور ایک کی قسمت کو دوسرے کی قسمت سے وابستہ کردینا، علم کی تکریم و تعظیم اور اسے بامقصد، مفید اور خدارسی کا ذریعہ بنانے کی سعی محمود۔

۸۔ عقل سے دینی معاملات میں بھی کام لینے اور فائدہ اٹھانے اور انفس و آفاق میں غور و فکر کی ترغیب۔

۹۔ اُمتِ اسلامیہ کو دنیا کی نگرانی و رہنمائی، انفرادی و اجتماعی اخلاق و رجحانات کے احتساب، دنیا میں انصاف کے قیام اور شہادتِ حق کی ذمہ داری قبول کرنے پر آمادہ کرنا۔

۱۰۔ عالمگیر اعتقادی اور تہذیبی وحدت کا قیام۔

ان میں سے ہر عنوان بڑا وسیع اور طویل الذّیل ہے، وہ بعثت محمدی سے پہلے کے جاہلی زمانوں اور تہذیبوں اور ظہور اسلام کے عہد و تہذیب و معاشرہ کے درمیان حقیقت پسندانہ و منصفانہ موازنہ کا طالب ہے، اور ان میں سے ہر عنوان سیکڑوں صفحات کی مستقل کتاب کا محتاج ہے۔

اب ہم حیات انسانی کے ان حصوں سے الگ الگ بحث کریں گے، جن میں اسلام کی اصولی و انقلابی تاثیر نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے، اور اس سے اسلام کی انقلاب انگیزی، آفاقیت اور اندرونی طاقت کا اظہار ہوتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

توحید کا صاف اور واضح عقیدہ

ہم یہاں اسلام کی پہلی عطا اور (محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کے احسان عظیم کا ذکر کرتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ آپ نے انسانیت کو توحید خالص کا قیمتی عطیہ دیا جو ایک انقلابی، معجزنما، قوت وزندگی سے لبریز، کایا پلٹ کر دینے والا اور معبودانِ باطل کا تختہ الٹ دینے والا ایسا عقیدہ ہے کہ نہ انسانیت نے اس سے پہلے ایسا کوئی عقیدہ پایا تھا اور نہ قیامت تک پا سکے گی۔

انسانی زندگی پر شرک و بُت پرستی کے اثرات

وہ انسان جو شعر و فلسفہ، اور سیاست و معاشرت کے باب میں بڑے بڑے دعوے کرتا ہے اور بڑی خوش فہمیاں رکھتا ہے جس نے بارہا قوموں اور ملکوں کو غلام بنایا ہے، جس نے اپنے ہُنر سے ٹھوس پتھروں کو مہکتے اور لہلہاتے پھولوں میں بدل دیا ہے، اور پہاڑوں کے سینوں سے نہریں نکالی ہیں اور جس نے کبھی کبھی خدائی کا بھی دعویٰ کیا ہے، یہی انسان ایسی حقیر و ذلیل چیزوں کو بھی سجدہ کرتا رہا ہے، جو نہ نفع دے سکتی ہیں، نہ نقصان، نہ کسی کو کچھ دے سکتی ہیں، نہ اس سے روک سکتی ہیں۔

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ	اور اگر کبھی ان کے سامنے سے کچھ
شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ	چھین لے جائے تو وہ اس سے

www.abulhasanalinadwi.org

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ۝ چھڑا نہیں سکتے، بچہ ہے (ایسا) طالب (بھی) اور (ایسا) مطلوب (بھی)۔ (الحج - ۷۳)

یہ انسان ایسی اشیاء کے سامنے جھکتا تھا، اوران سے ڈرتا یا ان سے خیر کی امید رکھتا تھا، جنھیں اس نے خود بنایا تھا، انسان صرف پہاڑوں، نہروں، درختوں، جانوروں، ارواح و شیاطین اور مظاہر فطرت ہی کو سجدہ نہیں کرتا تھا، اس نے حشرات الارض اور کیڑے مکوڑوں تک کو سجدہ کیا، اور اپنی پوری زندگی وسوسوں اور اندیشوں، اوہام و تخیلات اور امیدوں اور آرزوؤں کے درمیان گزار دی، جس کے فطری نتیجے میں اس کے اندر بزدلی و کمزوری، فکری انارکی، نفسیاتی اضطراب، بے اطمینانی و بے قراری جیسی بیماریوں نے گھر کر لیا، اس بارے میں قدیم ہندوستان کو دیوی دیوتاؤں کی کثرت کے لحاظ سے خاص امتیاز حاصل تھا، جہاں چھٹی صدی مسیحی میں بت پرستی اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ گئی، اور اس صدی میں "معبودوں" کی تعداد ۳۳ کروڑ تک پہنچ گئی،[لہ] اور ہر خوش نما، ہر ہولناک اور بظاہر نفع بخش چیز عبادت کے لائق سمجھی گئی۔

لہ R. C. DUTT: ANCIENT INDIA, VOL. III, p. 276 (1891)
& L. S. S. D, MALLEY: POPULAR HINDUISM—
THE RELIGION OF MASSES (CAMBRIDGE. 1935)

www.abulhasanalinadwi.org

عقیدۂ توحید اور اس کا زندگی پر اثر

قرآن اور رسالت محمدیہ نے یہ اعلان کیا کہ یہ دنیا بلا حاکم و مالک کے یا کئی حاکموں کی مشترکہ ملکیت نہیں، بلکہ اس کا ایک ہی بادشاہ ہے، جو اس کا خالق وصانع، اور اس کا حاکم و مُدبّر ہے، اور خلق و امر کا اختیار اسی کو ہے:۔ "اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ"[1] (اسی کا کام پیدا کرنا ہے اور اسی کا کام حکم دینا ہے) اس دنیا کی ہر چیز اسی کے امر اور قدرت کے ذریعہ وجود میں آتی ہے، اور اس کے وجود کی علت حقیقی اس کا ارادہ اور اس کی قدرت ہے، اس طرح یہ کائنات اپنی تخلیق و وجود میں اس کے ماتحت اور تابع فرمان ہے "وَلَهُ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"[2] اس لئے ان مخلوقات کو جو ارادۂ و اختیار رکھتی ہیں، اس کا فرماں بردار ہونا چاہیئے "اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ"[3]

انسان پر اس عقیدہ کا پہلا ذہنی اثر یہ ہوتا ہے کہ یہ پوری دنیا ایک مرکزیت اور متحدہ نظام کے تابع ہے، اور انسان اس کے منتشر اجزاء میں، ایک ربط اور قانونی وحدت محسوس کرتا ہے، پھر اس عقیدہ کی بدولت زندگی کی مکمل تعبیر کر سکتا اور کائنات کے بارے میں حکمت و بصیرت کے ساتھ کوئی رائے قائم کر سکتا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انسان کو توحید کے صاف، آسان اور قابل قبول، حوصلہ بخش، حیات آفریں و جرأت آموز عقیدہ کے ذریعہ نئی زندگی بخشی جس کے نتیجے میں وہ ہر خوف و خطر سے آزاد ہو گیا، اب اس کو اللہ کے سوا کسی

---

[1] الاعراف۔ ۵۴ [2] آل عمران۔ ۸۳ [3] الزمر۔ ۳

www.abulhasanalinadwi.org

شئے سے ڈرنے کی ضرورت نہ تھی، اسے یہ یقین ہوگیا کہ خدائے واحد ہی نقصان پہنچانے والا، اور نفع دینے والا، بخشنے والا اور روکنے والا، اور وہی اکیلا انسانی ضروریات کا پورا کرنے والا ہے، اس عقیدۂ اس نئی معرفت اور انکشاف کے ذریعہ اس کی نگاہوں میں دنیا کی تصویر بدل گئی، اور وہ ہر نوع غلامی، مخلوق سے خوف وطمع، اور دل و دماغ کو پریشان کرنے والی چیز سے آزاد ہوگیا، اس نے کثرت میں وحدت کا شعور پیدا کیا، نوع بشری کو اشرف المخلوقات' اللہ کی طرف سے زمین کا حاکم و منتظم اور خلافت الٰہی کے منصب پر فائز تسلیم کیا' اس نے اپنے حقیقی خالق و مالک ہی کی اطاعت اور اس کے احکام کے نفاذ و اجرأ کو اپنا فرض سمجھا، اور اس طرح اس نے اس ابدی انسانی شرف و عظمت کو پالیا، جس سے نسل انسانی ایک زمانہ سے محروم چلی آرہی تھی۔

دنیا میں عقیدۂ توحید کی صدائے بازگشت اور مذاہب پر اس کا اثر

یہ بعثت محمدیؐ ہی تھی جس نے انسانیت کو عقیدۂ توحید کا نادر تحفہ عطا کیا جو صدیوں سے ایک نایاب اور فراموش شدہ حقیقت بن گئی تھی، اس بعثت کے بعد ساری دنیا سے اس کی صدائے بازگشت سنائی دی اور تقریباً تمام ہی عالمی فلسفے اور دینی تحریکیں کم و بیش اس سے متأثر ہوئیں۔

بعض عظیم مذاہب جن کی شرک اور بت پرستی پر نشو و نما ہوئی تھی' اور وہ ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی تھی' وہ بھی بالآخر (دبی زبان اور سرگوشی کے لہجے میں سہی) اس کے معترف نظر آنے لگے کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

وہ مذاہب اپنے مشرکانہ عقائد کی فلسفیانہ تاویلیں کرنے لگتے تاکہ اپنے کو شرک وبدعت کی تہمت سے بچاسکیں اور اسلام کے عقیدۂ توحید کے مشابہ بن سکیں، چنانچہ ان کے پیروکار اور پروہت شرک کا الزام سننے کے لئے تیار نہیں تھے، وہ تمام مشرکانہ تحریکیں ایک طرح سے احساس کمتری (INFERIORITY COMPLEX) کا شکار ہوگئیں، اس صورت حال میں توحید کا یہ تحفہ سب سے قیمتی تحفہ تھا جس سے انسانیت آپؐ کی بعثت کے توسّل سے فیضیاب ہوئی۔

حضرت الاستاذ مولانا سید سلیمان ندوی اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"وہ قومیں جو توحید سے نا آشنا تھیں، انھوں نے انسانیت کا مرتبہ بھی نہیں پہچانا تھا، وہ انسان کو فطرت کے ہر مظہر کا غلام سمجھتی تھیں؛ یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم توحید ہی تھی جس نے خدا کے سوا ہر شئے کا خوف انسانوں کے دلوں سے نکال دیا، سورج سے لے کر زمین کے دریا اور تالاب تک ہر چیز آقا ہونے کے بجائے انسانوں کا غلام بن کر ان کے سامنے آئی، بادشاہوں کے جلال وجبروت کا طلسم ٹوٹ گیا، اور وہ بابل، مصر، ہند وایران کے خدا اور ربکم الاعلیٰ ہونے کے بجائے انسانوں کے خادم، راعی اور چوکیدار کی صورت میں نظر آئے، جن کا عزل ونصب دیوتاؤں اور فرشتوں کے ہاتھ میں نہ تھا، بلکہ خود انسانوں کے ہاتھ میں تھا۔

تمام انسانی برادری جس کو دیوتاؤں کی حکومتوں نے اونچے نیچے،

بلند و پست، شریف و ذلیل مختلف طبقوں اور ذاتوں میں منقسم کر دیا تھا، اور جن میں سے کچھ کی پیدائش پرمیشور کے منہ، کچھ اس کے ہاتھ، کچھ اس کے پاؤں سے تسلیم کی جاتی تھی، اس عقیدہ کی وجہ سے ایسی مختلف جنسوں میں بٹ گئی تھی، جن کو کسی طرح متفق نہیں کر سکتے تھے، اور اس طرح مساوات انسانی کی دولت دنیا سے گم ہو چکی تھی، اور زمین قوموں اور ذاتوں کے ظلم و جبر اور غرور و فخر کا دنگل بن گئی تھی، توحید نے آکر اس اونچائی، نیچائی، بلندی و پستی اور نشیب و فراز کو برابر کیا، سب انسان خدا کے بندے، سب اس کے سامنے برابر، سب باہم بھائی بھائی، اور سب حقوق کے لحاظ سے یکساں قرار پائے، ان تعلیمات نے دنیا کی معاشرتی، اخلاقی اور سیاسی اصلاحات میں جو کام کیا، اس کے نتائج تاریخ کے صفحوں میں ثبت ہیں۔

بالآخر اس اصول کی صداقت کو انھوں نے بھی تسلیم کر لیا جو حقیقی توحید سے ناآشنا ہیں، اور اس لئے وہ مساوات انسانی کے حقیقی کوچہ سے بھی اب تک نابلد ہیں، انتہا یہ ہے کہ خدا کے گھر میں جا کر بھی تفاوت درجہ کا خیال ان کے دل سے دور نہیں ہوتا، اور وہ دولت و فقر اور رنگ و قومیت کے امتیازات کو خدا کے سامنے سرنگوں ہو کر بھی نہیں بھولتے، مسلمانوں کو تیرہ سو برس سے مساوات کی نعمت اسی توحید کامل کی بدولت حاصل ہے، اور وہ ہر قسم کے مصنوعی امتیازات سے پاک ہیں، اسلام کی نظر میں سب ایک خدا کے بندے ہیں، اور سب

www.abulhasanalinadwi.org

یکساں ناس کے سامنے سر افگندہ ہیں، دولت وفقر، رنگ وروپ اور نسل وقومیت کا کوئی امتیاز ان کو منقسم نہیں کرتا، اگر کوئی امتیاز ہے تو صرف تقویٰ اور خدا کی فرمانبرداری کا ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات-۱۳)

تم میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ خدا سے تقویٰ کرتا ہے۔[۱]

ہندوستان پر اسلام کے عقیدۂ توحید کا اثر

مشہور ہندوستانی فاضل پانیکر (K. M. PANIKKAR) اسلامی عقیدۂ توحید کے ہندوستانی ذہن وفلسفہ پر اثرات سے بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"یہ ایک مسلّم بات ہے کہ ہندو مذہب پر اسلامی عہد میں اسلام کا بڑا گہرا اثر پڑا، ہندوؤں میں اللہ کی عبادت کا تصور اسلام کا نتیجہ ہے، اس عہد میں فلسفہ ومذہب کے قائدین نے اگرچہ اپنے معبودوں کے مختلف نام رکھے مگر انھوں نے اللہ کی عبادت کی بھی دعوت دی اور خدا کے ایک ہونے کی صراحت کی جو عبادت کا مستحق ہے اور جس سے نجات وسعادت کی طلب کی جانی چاہیے، یہ تاثیر عہدِ اسلامی کے ہندوستان کے مذاہب وتحریکات میں بھی ظاہر ہوئی جیسے

---

[۱] سیرت النبیؐ از مولانا سید سلیمان ندویؒ۔ جلد چہارم ص۲۲۳-۲۲۴

www.abulhasanalinadwi.org

بھگتی (BHAGTI) اور کبیر داس[1] کی تحریکات[52]:

مشہور ہندو فاضل ڈاکٹر تارا چند ہندوستان پر اسلامی اثرات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"خلافت کے زمانہ کے عرب (جنوبی ہند) کے ساحلوں پر سیاحوں کی حیثیت سے آچکے تھے، اور اپنے ہم مذہب افغان، ترک اور منگول فاتحین کے آنے سے بہت پہلے تجارتی تعلقات اور میل جول قائم کر چکے تھے، ملک کے اس حصہ میں نویں صدی سے بارہویں صدی تک عظیم مذہبی تحریکیں شروع ہوئیں جن کا تعلق شنکر (SANKARA) رامانج (RAMANUJA) آنند تیرتھا (ANANDATIRTHA) اور باسوا (BASAVA) سے تھا، انھیں کے ذریعہ وہ تاریخی فرقے پیدا ہوئے جن کی مثال بعد کے ہندوازم میں دور تک نظر نہیں آتی۔

اس کا اعادہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی ہندوستان کے یہ مذہبی اور فلسفیانہ مکاتب فرداً فرداً قدیم نظامہائے فکر سے ماخوذ تھے لیکن بحیثیت مجموعی اور اپنے خصوصی ترجیحات کے لحاظ سے مذہب اسلام کے اثرات ظاہر کرتے ہیں، اور اس طرح اسلام سے اثر پذیر ہونے کے نظریہ کو قرین قیاس بناتے ہیں[53]۔"

---

[1] ایک صوفی شاعر جو ہندوستانی سماج پر تنقید کرتا اور اصلاح کی دعوت دیتا ہے، اس کے مذہب کے بارے میں اختلاف ہے۔

[52] A SURVEY OF INDIAN HISTORY, p. 132

[53] INFLUENCE OF ISLAM ON INDIAN CULTURE, p. 107

www.abulhasanalinadwi.org

ڈاکٹر تاراچند اپنی ایک دوسری کتاب میں بھگتی تحریک پر اسلامی اثرات سے بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ایک اور مکتبِ فکر سنتوں (MYSTICS) کا بھی تھا، جس نے عوام کی زبان استعمال کی اور اپنے انقلابی خیالات کی تبلیغ کی، یہ زیادہ تر نچلی ذاتوں سے تعلق رکھتے تھے، اور ان کی تحریک سے محروم عوام کے اوپر اٹھنے کی امنگ کا اظہار ہوتا ہے، ان میں سے کچھ کو حکومت کی سختی کا مقابلہ کرنا پڑا، کچھ کو سماج کی ناراضگی کا، اور کچھ اس لائق نہیں سمجھے گئے کہ ان کا نوٹس لیا جائے، لیکن غریب لوگوں میں ان کی بڑی عزّت تھی، اور ان کی تعلیمات پر بہت ذوق وشوق سے عمل کیا گیا، یہ لوگ احترام انسانیت پر بہت زور دیتے تھے، کیونکہ ان کی تعلیمات کی رو سے ہر فرد اپنے عمل سے انسانیت کی اعلیٰ ترین سطح تک پہنچ سکتا تھا..... یہ تحریک پندرھویں صدی میں شروع ہوئی اور سترہویں صدی کے وسط تک باقی رہی، لیکن اس کے بعد رفتہ رفتہ زوال پذیر ہوگئی، اس کے قائدین ہندوستان کے مختلف حصوں کے باشندے تھے، لیکن ان کی تعلیمات، اور عقائد پر اسلام کا اثر واضح طور پر موجود تھا"[۱]

یہی حال سکھ فرقہ کا بھی ہے، جس نے ہندوستانی معاشرہ اور ملک کے سیاسی وفوجی اور تہذیبی میدان میں اہم کردار ادا کیا ہے، اس فرقہ کی تاریخ سے

---

[۱] SOCIETY & THE STATE IN THE MUGHAL PERIOD

BY Dr. TARACHAND, (DELHI, 1961) p. 91

www.abulhasanalinadwi.org

ہندو مذہب میں اس فرقہ کے نشو و نما کی اصل وجہ دینی عقائد کی تطہیر ہی سامنے آتی ہے، اس مذہب کے بانی "باباگرونانک" اسلامی تعلیمات سے بہت متأثر تھے، اور فارسی زبان اور مذہبی معلومات انھوں نے ایک صوفی مسلمان سید حسن شاہ سے حاصل کی تھی، جو انھیں بہت مانتے تھے، گرونانک کے دوسرے مسلمان شیوخ واساتذہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جن کی تعداد چھ تک پہنچتی ہے ــــ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے حرمین شریفین کی بھی زیارت کی تھی، اور کچھ دن بغداد میں گزارے تھے، ان کا پنجاب کے ایک بڑے پیر طریقت شیخ فرید سے خاص تعلق تھا۔

بابانانک اپنی دعوت و تعلیم میں عقیدۂ توحید، مساوات انسانی، اور بُت پرستی کے چھوڑنے پر بہت زور دیتے تھے۔[1]

توحید کا اثر مسیحی دنیا پر

مشہور مصری فاضل ڈاکٹر احمد امین اپنی شہرۂ آفاق کتاب "ضحی الاسلام" میں لکھتے ہیں:-

"مسیحی دنیا میں کچھ ایسے اختلافات رونما ہوئے جن میں اسلام کا اثر صاف نظر آتا ہے، چنانچہ آٹھویں صدی مسیحی یعنی دوسری اور تیسری صدی ہجری میں علاقہ سپتمانیہ[2] (SEPTMANIA) میں ایک ایسی تحریک سامنے آئی

---

[1] MACAULIFFE, THE SIKH RELIGION; SEVARAM SINGH, LIFE OF GURUNANAK,

[2] سپتمانیہ ایک قدیم فرانسیسی صوبہ جو فرانس کے جنوب مغرب میں بحر روم کے ساحل پر واقع ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

جو پادریوں کے سامنے اعتراف گناہ کے قائل نہ تھی، اس کے خیال میں پادری کو ایسا کوئی اختیار نہیں، اور انسان کو اپنے گناہوں کی معافی کے لئے صرف خدا کے سامنے التجا کرنی چاہیئے، اور اسلام میں چونکہ پادریوں اور راہبوں کا وجود ہی نہیں اس لئے اس میں اس قسم کے اعتراف کی کوئی شکل موجود نہیں۔

اس طرح ایک تحریک مذہبی تصویروں اور مجسموں (STATUES) کے خلاف تھی جسے (ICONOCLA) کہا جاتا ہے، آٹھویں نویں صدی مسیحی یا تیسری چوتھی صدی ہجری میں ایک عیسائی فرقہ ظاہر ہوا جو تصویروں اور مجسموں کی تعظیم کا منکر تھا، رومی حاکم لیو ثالث نے ۷۲۶ء میں ایک فرمان جاری کر کے تصویروں اور مجسموں کی تعظیم کو حرام قرار دیا، پھر ۷۳۰ء میں اس عمل کو بت پرستی قرار دیا گیا، اسی طرح پوپ گریگوری ثانی وثالث اور جرمانیوس بطریق قسطنطنیہ، اور امیر دیرینی تصویر پرستی کے حامی اور قسطنطین خامس اور لیو رابع اس کے مخالف تھے، اور ان کے درمیان ایسی کشمکش رہی جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں، ہم یہاں صرف یہ ذکر کرنا چاہتے ہیں کہ مؤرخین کی نظر میں تصویر مخالف تحریک اسلام سے متأثر تھی، وہ کہتے ہیں کہ :۔

"کلوڈیوس (CLODIUS) تورین کا اسقف (جو ۸۲۸ء قریب ۲۱۳ھ میں اس عہدہ پر آیا تھا) اور جو تصویروں اور صلیبوں کو جلاتا تھا اور اپنے دائرۂ کار میں ان کی عبادت سے روکتا تھا، اس کی ولادت اور نشو ونما اسپین (اندلس) میں ہوئی تھی، اور اسلام کی

www.abulhasanalinadwi.org

مجسموں (تماثیل) و تصاویر سے نفرت و کراہت ایک معروف شئے ہے، "صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ:۔

قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سفر وقد سترت سہوۃ لی بقرام فیہ تماثیل، فلما رآہ ھتکہ وتلون وجھہ، وقال یا عائشۃ! أشدّ الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یضاھون بخلق اللہ، قالت: فقطعناہ فجعلنا منہ وسادۃ أو وسادتین۔[۱]	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے تشریف لائے، میں نے کھڑکی پر ایک پردہ ڈال دیا تھا جس میں تصویریں تھیں، آپ نے جب اسے دیکھا تو چاک کر دیا اور آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور مجھے تنبیہ کی کہ عائشہ! قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان کو ہوگا جو اللہ کی قدرتِ تخلیق کی نقل کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ یہ سن کر ہم نے اسے کاٹ کر ایک یا دو تکئے بنا لئے۔

عیسائیوں کا ایک فرقہ عقیدۂ تثلیث کی شرح توحید کے انداز میں کرتا ہے[۲]، اور وہ الوہیت مسیح کا منکر ہے[۳]۔

یورپ کی اپنی تاریخ اور عیسائی کلیسا کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے پاپائی نظام کے مصلحین اور اس کے بانیوں کی نزاعات پر اسلام کے ذہنی و فکری اثرات کا

۱ؔ صحیح بخاری ۲ؔ HAINES : CHRISTIANITY & ISLAM IN SPAIN. p. 116

۳ؔ "ضحی الاسلام" ۱/۲۶۴-۲۶۵۔

www.abulhasanalinadwi.org

کچھ اندازہ کر سکتے ہیں، سولہویں صدی مسیحی میں برپا ہونے والی لوتھر کی تحریک اصلاح میں بھی اسلامی تعلیمات کا انعکاس ملتا ہے، جیسے کسی شیشہ میں دور کی روشنی کی شعاعیں نظر آتی ہیں، اسی طرح قرون متوسطہ کی قدامت پرستی اور کلیسائی جبر کے دبیز پردوں سے یہ روشنی چھن چھن کر آتی نظر آتی ہے، جیسا کہ مسیحی فاضل J. BASS MULLINGER نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔[1]

ارنسٹ دی بنسن (ERNEST DE BUNSEN) کے خیال میں یہ صورت حال پولس (PAUL) کے نصرانیت پر مسلط ہوجانے اور نصرانیت کے اس کے ذہن و افکار کے تابع ہوجانے کے سبب پیدا ہوئی۔[2]

لوتھر کی قیادت میں پروٹسٹنٹ ازم دنیوی و دینی امور میں آزاد خیالی کے افکار پر مشتمل ہے اور فرد کی آزادی اور دینی سہولت پسندی و رواداری کا قائل ہے، جو روایت پرستی اور مطلق العنان دینی قیادت کی ضد واقع ہوئی ہے، پروٹسٹنٹ ازم کی روح یہ ہے کہ فرد اللہ تعالیٰ کے سامنے مسئول ہے نہ کہ کلیسا کے سامنے۔

یہ مساعی کیوں ناکام رہیں اور ان سے مطلوبہ نتائج کیوں حاصل نہیں ہوئے؟

یہاں ایک تاریخی و علمی حقیقت کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے، جسے تاریخ مذاہب اور قوموں کی نفسیات نے ثابت کر دیا ہے، وہ یہ کہ جو اصلاحی و انقلابی تحریکیں اس مذہب کے سوادِ عام سے (جن میں ان کا ظہور ہوا تھا) اپنے کو الگ

---

[1] ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں مانگر (MULLINGER) کا مقالہ "مارٹن لوتھر" پر۔

[2] ملاحظہ ہو ISLAM OR TRUE CHRISTIANITY, ERNEST DE BUNSEN

www.abulhasanalinadwi.org

نہ کر سکیں اور وہ فرقہ بدستور اپنے اس بڑے دینی معاشرہ سے وابستہ رہا جس کے بنیادی عقائد کا وہ منکر تھا، اور اس کے ساتھ اس نے غیر ذمہ داری و چشم پوشی سے کام لیا، ان تحریکوں کا انجام یہی ہوا کہ وہ بالآخر تحریف شدہ قدیم مذہب میں ضم ہو کر رہ گئیں، اور تمام اصلاحی و انقلابی کوششیں رائیگاں گئیں۔

مسیحیت کی انقلابی تحریکوں اور ہندوستان میں پیدا ہونے والی توحید و مساوات انسانی کی دعوت دینے والی تحریکوں کا انجام ہمارے سامنے ہے، اس کے بالمقابل انبیاء کرامؑ اور دین اسلام کا موقف اس معاملہ میں بالکل واضح رہا ہے، اور دوٹوک اور (دودھ کا دودھ پانی کا پانی) کے مصداق رہا ہے، یہ موقف سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کے صاحب ایمان و حمیت متبعین کے قول سے ظاہر ہے جو انھوں نے اپنے زمانہ کے مشرکین سے کہا تھا اور جسے قرآن نے نقل کیا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا

بیشک تمہارے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے ابراہیم اور ان کے شریک حال لوگوں میں، جبکہ ان لوگوں نے اپنی قوم والوں سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بیزار ہیں، ہم تمہارے منکر ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض ظاہر ہو گیا جب تک کہ تم اللہ واحد پر ایمان نہ لے آؤ، البتہ

www.abulhasanalinadwi.org

اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ط	ابراہیمؑ نے یہ اپنے باپ سے کہا تھا کہ
رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ	میں تمہارے لئے استغفار ضرور کروں گا
اَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ٥	اور مجھے اللہ کے آگے کسی بات کا
(الممتحنہ۔۴)	اختیار نہیں اے پروردگار ہم تجھ پر
	توکل کرتے ہیں اور تیری ہی طرف رجوع
	کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے

اور یہ موقف کسی زمانہ اور معاشرہ سے مخصوص نہیں تھا، بلکہ اس کی حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بعد کے آنے والوں کو بھی وصیت کی تھی، قرآن کہتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ	اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے)
وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا	جب ابراہیم نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم
تَعْبُدُوْنَ ٥ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ	سے کہا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں
فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ٥ وَجَعَلَهَا	جن کی تم پرستش کرتے ہو، ہاں البتہ
كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ	پرستش اس کی کرتا ہوں جس نے مجھے
يَرْجِعُوْنَ ٥ (الزخرف ۲۶-۲۸)	پیدا کیا، پھر وہی میری رہنمائی کرتا ہے

اسی موقف کی بدولت اسلام اپنی روح اور تعلیمات کی حفاظت کرتا ہوا ایک واضح و معین دین کی شکل میں اب تک موجود ہے "لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ"[۱] (تاکہ جو مرے بصیرت پر (یقینی جان کر) مرے اور جو جیتا رہے وہ بھی بصیرت پر (یعنی حق پہچان کر) جیتا رہے۔)

[۱] الانفال۔۴۲

www.abulhasanalinadwi.org

انسانی وحدت ومساوات کا تصوّر

انسانی اُخوّت کا بلیغ اور تاریخی اعلان

رسولِ انسانیت ﷺ کی دوسری بڑی عطا اور دنیا پر ان کا باقی رہنے والا احسان، وحدتِ انسانی کا تصوّر ہے، اس سے پہلے انسان قبائل واقوام کے اونچے نیچے طبقات اور تنگ نسلی دائروں میں بٹا ہوا تھا، اور ان طبقات کا باہمی فرق ایسا اور اتنا تھا جتنا انسان وحیوان، آزاد وغلام، اور عابد ومعبود کا فرق ہو سکتا ہے، آپ ﷺ سے پہلے وحدت ومساواتِ انسانی کا تصور خواب وخیال بن چکا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صدیوں کی طویل خاموشی اور چھائے ہوئے اندھیرے میں یہ انقلابی عقلوں کو جھنجھوڑ دینے والا اور حالات کا رُخ موڑ دینے والا اعلان فرمایا کہ:۔

ایّھا الناس ان ربّکم واحد،	اے لوگو تمہارا رب ایک اور تمہارا
وانّ اباکم واحد، کلکم	مورث اعلیٰ بھی ایک ہے تم سب
لآدم، وآدم من تراب، ان	آدم کے ہو اور آدم مٹی سے تھے تم میں
اکرمکم عند اللہ اتقاکم،	اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف سب سے

www.abulhasanalinadwi.org

ولیس لعربی علی اعجمی فضل الا بالتقویٰ۔[1]

زیادہ متقی انسان ہے، اور کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں مگر تقویٰ ہی کے سبب سے۔

یہ فرمان دو[2] اعلانوں پر مشتمل ہے، جو امن و سلامتی کے قیام کے لئے دو[2] ستونوں کی حیثیت رکھتے ہیں (یا عربی زبان کے الفاظ میں وحدۃ الرب و وحدۃ الاب) جن پر ہر جگہ اور ہر زمانہ میں امن و امان کی عمارت قائم ہوئی، ایک وحدتِ ربوبیت، دوسری وحدتِ بشریت، اس طرح ایک انسان دوسرے انسان کا دو[2] رشتوں سے بھائی ہوتا ہے، ایک رشتہ جو بنیادی ہے وہ یہ کہ دونوں کا رب ایک ہے، دوسرا جو ثانوی ہے وہ یہ کہ دونوں کے باپ (مورثِ اعلیٰ) ایک ہی ہیں۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝ (النساء۔۱)

اے لوگو اپنے پروردگار سے تقویٰ اختیار کرو جس نے تم (سب) کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مرد اور عورتیں پھیلا دیئے، اور اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جس کے واسطہ سے ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور قرابتوں کے باب میں بھی (تقویٰ اختیار کرو) بے شک اللہ تمہارے

---

[1] کنز العمال۔

www.abulhasanalinadwi.org

يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ	اے لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد
ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوبًا	اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو
وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ	مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا ہے کہ
عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللّٰهَ	ایک دوسرے کو پہچان سکو بیشک
عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝	تم میں سے پرہیزگار نزد اللہ کے
(الحجرات - ۱۳)	نزدیک معزز تر ہے، بیشک اللہ خوب
	جاننے والا ہے پورا خبر دار ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إنّ الله قد اذهب عنكم	اللہ تعالےٰ نے تم سے جاہلی عصبیت
عصبية الجاهلية وفخرها	اور آباء پر فخر کا طریقہ ختم کر دیا ہے،
بالآباء إنما هو مومن تقي	اب یا تو مومن متقی ہوگا یا فاجر شقی،
او فاجر شقي، الناس بنو آدم	لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی
وآدم خُلِقَ من تراب، لافضل	سے بنے تھے، عربی کو عجمی پر بھی کوئی
لعربي على عجمي الّا بالتقوىٰ۔[1]	فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے ذریعہ۔

اسی لئے دین اسلام تمام اقوام و اُمم، نسلوں اور خاندانوں، اور تمام ملکوں کا اجتماعی حق اور "دولت مشترکہ" کی حیثیت رکھتا ہے، جس میں یہود کے بنی لاوی یا ہندوؤں کے برہمنوں جیسے کسی کو خصوصی اختیارات حاصل نہیں اور نہ اس میں کوئی نسل کسی نسل پر اور نہ کوئی قبیلہ کسی قبیلہ پر فوقیت رکھتا ہے اور نہ اس تفوق و امتیاز میں

---

[1] ترمذی۔

www.abulhasanalinadwi.org

نسل و خون معیار کا درجہ رکھتے ہیں، اصلاً معیار فضیلت فرد کا شوق و طلب محنت و لیاقت اور جہاد و اجتہاد میں تفوّق ہے، امام احمدؒ نے اپنی سند سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ:۔

لوکان العلم بالثریّا لتناوله — اگر علم ثریا پر بھی ہو تو اسے بھی کچھ
اُناس من ابناء فارس۔ — فرزندان ایران حاصل کرلیں گے۔

چنانچہ عربوں نے ہر زمانہ میں علوم دینیہ میں تفوّق و امتیاز پیدا کرنے والے عجمی علماء کو ہاتھوں ہاتھ لیا ہے، انھوں نے ان کے علم و تبحّر کا لوہا مانا ہے، اور ان کی امانت و علمی قیادت کا اعتراف کیا ہے، اور انھیں ایسے تعظیمی القاب سے یاد کیا ہے، جن سے انھوں نے علمائے عرب کو یاد نہیں کیا، انھوں نے امام محمد بن اسماعیل (ابن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ) الجعفی البخاریؒ صاحب الجامع الصحیح (م ۲۵۶ھ) کو امیر المومنین فی الحدیث کا خطاب دیا، اور ان کی کتاب کو کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب قرار دیا، اسی طرح عربوں نے امام ابوالمعالی عبدالملک الجوینی النیشاپوریؒ (م ۴۶۸ھ) کو "امام الحرمین" کا لقب دیا، اور امام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی طوسی (م ۵۰۵ھ) کو حجۃ الاسلام کہہ کر پکارا۔

اس کے علاوہ پہلی صدی ہجری کے اخیر میں موالی اور اہلِ عجم تمام اسلامی دارالحکومتوں میں مسلمانوں کے قائد اور مرجع بن گئے تھے، اور ان پر علم و فتویٰ اور فقہ و حدیث کا دار و مدار تھا، یہ ایک معروف حقیقت ہے اور طبقات و تراجم اور اسلام کی تمدنی تاریخ کی کتابوں میں اس کی تفصیل ہے، اور یہ اس وقت ہوا جو اسلام کا عہدِ زریں تھا جس میں عربوں کو قیادت اور سربراہی حاصل تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

نابغۂ عرب علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی (م ۸۰۸ھ) لکھتے ہیں کہ :۔

"ایک تعجب انگیز تاریخی حقیقت ہے کہ ملت اسلامیہ میں علوم شرعیہ وعلوم عقلیہ کے اکثر حاملین اہلِ عجم ہی رہے ہیں، اور عربوں کو اس کا اتفاق بہت کم ہوا ہے، حالانکہ یہ ملت عربی ہے، اور صاحبِ شریعت بھی عربی ہیں، چنانچہ نحو میں سیبویہ اور اس کے بعد بو علی فارسی، اور ان کے بعد الزجاج، یہ سب عجمی نژاد تھے، اسی طرح حدیث، اصول فقہ، علم کلام کے ماہرین اور اکثر مفسرین بھی عجمی تھے!"[1]

ارشاد نبوی (جو اوپر گزر چکا ہے) وہ ابدی کلمات تھے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر حجۃ الوداع کے موقع پر جاری ہوئے اور جس وقت آپؐ یہ عظیم تاریخی اعلان فرما رہے تھے، دنیا ایسی صحیح و معتدل (NORMAL) حالت میں نہ تھی کہ وہ اس صاعقہ آسا و زلزلہ افگن اعلان کو صحیح طور پر سمجھ لیتی اور قبول کر لیتی۔

ہماری عادت ہے کہ بعض اشیاء کو بتدریج و بالواسطہ قبول کرتے ہیں جیسے بجلی کے کرنٹ کو ڈھکے ہوئے یا تاروں کے اندر چھپی ہوئی حالت میں تو چھو سکتے ہیں، مگر جب ہم اسے بلاواسطہ چھوتے ہیں تو شدید صدمہ (SHOCK) سے دوچار ہوتے ہیں اور کبھی وہ ہمارے لئے پیام موت بن جاتا ہے۔

علم و فہم اور فکر و فلسفہ کی اس طویل مسافت نے جسے عالم انسانیت نے دعوت اسلامی، اسلامی معاشرہ، اور داعیوں و مصلحوں کی کوششوں کے نتیجہ میں طے کیا ہے، اس انقلاب انگیز و زلزلہ افگن اعلان حق کو آج روزمرہ کی ایک حقیقت

---

[1] مقدمہ ابن خلدون (مطبعہ بہیہ مصریہ) ص ۱۰۴۲

www.abulhasanalinadwi.org

بنا دیا ہے جسے آج دنیا کی ہر سیاسی و معاشرتی تنظیم اپنائے ہوئے ہے اور جس کا ایک نتیجہ "حقوق انسانی کا منشور" (HUMANS RIGHTS CHARTER) بھی ہے جس کا عَلَم اقوام متحدہ اٹھائے ہوئے ہے اور اس طرح کے وہ سب علانات ہیں جنھیں تمام جمہوری ممالک اور حقوق انسانی اور مساوات انسانی کی علم بردار تنظیمیں دہراتی رہتی ہیں، اور کسی کو ان پر تعجب نہیں ہوتا۔

قبل اسلام کا انسانی معاشرہ اور اس میں افراد و قبائل کی تقدیس

انسان پر ایسا دور بھی گذرا ہے جب اس کے ذہن پر بعض اقوام و قبائل کے افضل و مافوق البشر ہونے کا خیال حاوی و طاری تھا چنانچہ بعض خاندانوں اور نسلوں کے افراد اپنا نسب سورج اور چاند اور خدا سے ملاتے تھے۔

قرآن نے یہود و نصاریٰ کے ایسے اقوال نقل کئے ہیں:۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى	یہود و نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ
نَحْنُ أَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَأَحِبَّآؤُهٗ	کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔

(المائدہ۔۱۸)

فراعنۂ مصر کا خیال تھا کہ وہ سورج دیوتا "راع" (RE) کا مظہر و مجسّمہ ہیں۔ ہندوستان میں دو خاندانوں کو "سورج بنسی" (آفتاب زادے) اور "چندر بنسی" (ماہتاب زادے) کہا گیا ایران کے کسریٰ کو یہ زعم تھا کہ ان کی رگوں میں الٰہی خون گردش کر رہا ہے، اس لئے اہل ملک انھیں تقدیس کی نظر سے دیکھتے تھے، کسریٰ پرویز (۵۹۰-۶۲۸ء) کی تعریف یہ کی جاتی تھی کہ "وہ خداؤں میں انسان لافانی،

www.abulhasanalinadwi.org

اور انسانوں میں خدائے لاثانی ہے، اس کا کلمہ بلند، اور اس کا شرف رفیع وہ سورج کے ساتھ طلوع ہوتا اور اپنے نور سے تاریک راتوں کو روشن کرتا ہے"[1]۔

قیاصرۂ روم بھی خدا سمجھے جاتے تھے اور ان کا لقب AUGUST "عظیم وجلیل" ہوتا تھا[2]، چینی اپنے شہنشاہ کو آسمان زادہ سمجھتے تھے، ان کا اعتقاد تھا کہ آسمان نر اور زمین مادہ ہے، اور دونوں کے ملنے سے یہ کائنات بنی ہے، اور شہنشاہ "خدا اوّل" اس جوڑہ کی پہلی اولاد ہے[3]، عرب اپنے سوا سب کو عجم (بے زبان) سمجھتے تھے، قبیلۂ قریش اپنے کو تمام قبائل عرب سے افضل سمجھتا تھا اور حج کے موقع پر بھی اپنی اس امتیازی شان کو برقرار رکھتا تھا، وہ لوگوں سے میل جول نہیں رکھتا تھا، اور عرفات میں حاجیوں کے ساتھ جانے کے بجائے حرم ہی میں ٹھہرا رہتا تھا، اور مزدلفہ میں قیام کرتا تھا، اور کہتا تھا کہ "ہم اللہ کے شہر والے اور اس کے گھر کے رہنے والے ہیں" اور کبھی کہتا تھا کہ "ہم خواص ہیں"[4]۔

ہندوستان اپنے ہمسایہ ممالک میں طبقاتی اختلافات اور انسانوں انسانوں کے درمیان امتیازات میں سب سے آگے تھا، اس کا معاشرتی نظام ایسا جابرانہ تھا جس میں کوئی نرمی اور لچک نہ تھی، اسے مذہبی تائید وحمایت بھی حاصل تھی، وہ باہر سے آنے والی نسل اور مذہب وتقدس کے اجارہ دار برہمنوں کی مصلحت پر مبنی تھا، اس میں موروثی پیشوں اور نسل وخاندان کو بنیاد بنایا گیا تھا۔

---

[1] ایران بعہد ساسانیاں۔ از ارتھر کرسٹن سن ص ۶۴

[2] THE ROMAN WORLD, BY VICTOR CHOPART, p. 418

[3] تاریخ چین از جمیس کارکرن۔ [4] بخاری عن عائشہؓ

www.abulhasanalinadwi.org

اور اسے سیاسی و دینی قانون کی حیثیت بھی حاصل تھی، جسے ہندوستان کے مذہبی علمبرداروں نے بنایا تھا چنانچہ وہ معاشرہ کا عام قانون اور طرز زندگی بن گیا جو ہندوستان کے باشندوں کو چار طبقوں یا ورنوں میں تقسیم کرتا ہے:۔

۱۔ برہمن اور مذہبی طبقہ۔

۲۔ فوجی اور سپاہی یعنی "چھتری"۔

۳۔ تجارت و زراعت کرنے والے یعنی "ویش"

۴۔ خدمت گار یعنی "شودر" یہ سب سے نچلا طبقہ ہے، جسے خالق کائنات نے اپنے پاؤں سے پیدا کیا اور ان کا فرض مذکورہ تین طبقات کی خدمت و راحت رسانی ہے۔

اس قانون نے برہمن کو وہ مرکزیت و عظمت بخش دی جس میں کوئی شریک نہیں، برہمن کو بہر حال نجات یافتہ کہا جاتا ہے، چاہے وہ اپنے گناہوں اور بداعمالیوں سے تینوں دنیاؤں کو کیوں نہ تباہ کر دے اس پر کوئی محصول عائد نہیں ہوتا اسے کسی حال میں موت کی سزا نہیں دی جا سکتی، اس کے برخلاف شودر کو مال جمع کرنے، برہمن کے ساتھ بیٹھنے اور اسے چھوتے یا مقدس کتابوں کی تعلیم پانے کا حق نہیں۔[1]

اہل حرفہ جولاہوں، مچھیروں، قصابوں، نٹوں، مہتروں کو منوسمرتی کے احکام کے مطابق شہر کے اندر قیام کی اجازت نہیں، اس لئے وہ باہر ٹھہرتے تھے،

---

[1] ہندوستان کے تمدنی و معاشرتی قوانین کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "منوشاستر" کے ابواب (۱-۲-۸-۹-۱۰-۱۱)

www.abulhasanalinadwi.org

اور اپنا کام انجام دینے کے لئے شہروں میں طلوعِ آفتاب کے بعد آتے تھے اور سورج ڈوبنے سے پہلے شہر سے نکل جاتے تھے، اس قانون کے سبب انھیں شہری زندگی کی برکتوں اور لذتوں سے فیض یاب ہونے کا کوئی موقع حاصل نہ تھا، اور وہ ایک خستہ حال دیہاتی زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔[1]

ہندوستان آتے وقت مسلمان اپنے ساتھ جو سب سے عجیب چیز لائے وہ انسانی مساوات کا تصوّر تھا، جس سے ہندوستان آشنا نہ تھا، مسلم معاشرہ میں نہ طبقاتی تقسیم تھی، نہ شودر تھے، نہ کوئی پیدائشی نجس تھا، نہ کسی پر تعلیم بند تھی، نہ پیشوں کی مستقل و دوامی تخصیص تھی، وہ مل جل کر رہتے، ایک دستر خوان پر کھاتے سب ایک ساتھ پڑھتے لکھتے اور حسبِ مرضی پیشے اپناتے تھے، یہ ہندوستانی ذہن و معاشرہ کے لئے ایک چیلنج تھا، مگر اس نے ہندوستان کو بہت فائدہ پہنچایا، اور طبقاتی تقسیم کی شدّت کو کم کیا اور اس کے خلاف ردِّ عمل کا قوی محرّک بنا جس نے معاشرتی اصلاح کے داعیوں کو متحرک کیا اور چھوا چھوت کو ختم کیا۔

اس تاریخی حقیقت کا سابق وزیرِ اعظم ہند جواہر لال نہرو نے بھی اس طرح اعتراف کیا تھا:۔

"ہندوستان کی تاریخ میں شمال مغربی ہند کے فاتحین اور اسلام کی آمد کی بڑی اہمیت ہے، اس نے ہندو معاشرہ کے فساد کو ظاہر کر دیا، اس نے طبقاتی تقسیم، چھوا چھوت اور ہندوستان کی ـــــ دنیا سے علٰحدگی کو بھی نمایاں کر دیا، اسلامی اخوّت و مساوات نے جس پر مسلمانوں کا ایمان و عمل تھا،

---

[1] منو سمرتی اور MANU & YAJNAVALKYA, BY JAYASWAL p. 85

www.abulhasanalinadwi.org

ہندوؤں کے ذہنوں پر بڑا گہرا اثر ڈالا اور اس سے خاص طور پر وہ محروم لوگ زیادہ متاثر ہوئے جن پر ہندوستانی معاشرہ نے برابری اور انسانی حقوق سے استفادہ کا دروازہ بند کر رکھا تھا۔"[1]

ہندو مذہب پر اسلام کے اثر سے جنوب میں بھگتی تحریک نے جنم لیا جو سارے ملک میں پھیل گئی اس تحریک کی بابت ڈاکٹر تاراچند لکھتے ہیں :۔

"....ان کے ساتھ بہت سے خدا رسیدہ لوگ تھے، جنھوں نے عوام کو مخاطب کیا، وہ زبانی نصیحت کرتے تھے، اور عوام کی زبان استعمال کرتے تھے، ان میں سے اکثر کو شاعرانہ صلاحیت بھی حاصل تھی، اور ان کی شاعری لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتی تھی، انھوں نے عالمانہ اصطلاحات سے گریز کیا، خدا اور انسان کی محبت پر زور دیا، بت پرستی اور ذات پات، ریاکاری نابرابری اور ظاہر پرستی کی ملامت کی، ان کے خلوص، پاکبازی اور مخلصانہ زندگی نے عوام پر گہرا اثر ڈالا۔

ان لوگوں نے موجودہ ہندوستانی زبانوں کی بنیاد ڈالی، ان کے ولولہ نے زندگی میں حرکت پیدا کی اور لوگوں کو اعلیٰ اور بے غرض خدمت کے لئے تیار کیا، پندرھویں، سولھویں اور سترھویں صدی میں انھوں نے ملک کے ہر حصہ میں ایک عجیب امنگ پیدا کر دی، جسے ان کی روحانی اقدار کی سیلابی کیفیت کے بغیر سمجھنا مشکل ہے، یہ صدیاں ان آوازوں سے گونج رہی ہیں، جن میں بیک وقت تنبیہ اور ہمت افزائی شامل ہے،

---

[1] DISCOVERY OF INDIA, (CALCUTTA, 1946) p. 225

www.abulhasanalinadwi.org

یہ لوگ صحیح معنوں میں کشادہ دل تھے، اور ان کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی، ان میں سے اکثر نچلے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے، اور انھوں نے پیدائش کی بنیاد پر شرافت کے فرضی خیالات کا ابطال کیا۔"[1]

مشہور مستشرق پروفیسر گب (GIBB) عالمی تہذیب کے لئے اسلام کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے لکھتا ہے :-

"اسلام کو ابھی انسانیت کی ایک اور خدمت انجام دینی ہے ..... لوگوں کے مراتب، مواقع، اور عمل کے لحاظ سے مختلف نسلوں کے درمیان مساوات قائم کرنے میں کسی سوسائٹی نے اس کی جیسی کامیابی نہیں حاصل کی ہے، افریقہ، ہندوستان اور انڈونیشیا کے عظیم اور جاپان کے محدود مسلم معاشرہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ کس طرح اسلام مختلف نسلوں اور روایات، نہ مٹنے والے اختلافات کو تحلیل کر دیتا ہے، اگر مشرق و مغرب کی عظیم سوسائٹیوں میں مخالفت کے بجائے باہمی تعاون پیدا ہونا ہے تو اس کے لئے اسلام کی خدمات حاصل کرنا لازمی ہوگا۔"[2]

مشہور برطانی فلسفی مؤرخ ٹائن بی (A. J. TOYNBEE) اسلامی مساوات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

---

[1] Dr. Tara Chand, Society and State in the Mughal Period, Publications Divinion, Ministry of Information and Broad-casting, 1961, pp. 88-89

[2] H. A. R. GIBB: WHITHER ISLAM (LONDON), 1932 p. 379.

www.abulhasanalinadwi.org

"مسلمانوں کے درمیان نسلی امتیاز کا خاتمہ اسلام کے عظیم کارناموں میں سے ایک ہے، اور موجودہ دور میں تو اسلام کی یہ سعادت، وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے..... حالانکہ کچھ دوسری حیثیتوں سے انگریزی بولنے والی اقوام کی کامیابیاں عالم انسانیت کے لئے باعثِ رحمت ثابت ہوئی ہیں، لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ نسلی جذبات کے خطرناک معاملے میں یہ بدقسمت رہا ہے۔"[1]

ہندوستان کی معروف و ممتاز خاتون سروجنی نائیڈو اسلام کی عطا کردہ اُخوت و مساوات کا کھلے دل سے اس طرح اعتراف کرتی ہیں:-

"یہ پہلا مذہب تھا جس نے جمہوریت کی تبلیغ کی اور اس پر عمل کیا، مسجد میں اذان کے ساتھ عبادت کرنے والے جمع ہو جاتے ہیں، اور دن میں پانچ بار اللہ اکبر کے اعلان پر ایک ساتھ جھکتے ہیں، اسلامی جمہوریت پر عمل کرتے ہیں، میں نے بار بار محسوس کیا ہے کہ اسلام اتحادِ عمل سے ایک انسان کو دوسرے انسان کا بھائی بنا دیتا ہے، جب آپ لندن میں کسی مصری، الجیریائی، ہندوستانی اور ترک سے ملتے ہیں تو اس کی اہمیت نہیں ہوتی کہ ایک کا وطن مصر ہے، اور دوسرے کا ہندوستان۔"[2]

---

[1] A. J. TOYNBEE, CIVILIZATION ON TRIAL, NEWYORK, 1948, p. 205

[2] SAROJINI NAIDU, SPEECHES & WRITINGS OF SAROJINI NAIDU, MADRAS, 1918, p. 167

www.abulhasanalinadwi.org

مشہور افریقی لیڈر مالکم ایکس (MALCOLM—X) اپنی خود نوشت سوانح میں مسلم معاشرہ اور اسلامی تہذیب کی عطا کردہ وحدت و مساوات کو اس طرح بیان کرتا ہے :۔

"ان اسلامی ملکوں میں پچھلے گیارہ دنوں سے میں نے ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھایا اور ایک ہی گلاس میں پانی پیا ہے اور انھیں کے ساتھ ایک ہی قالین پر سویا ہوں، .... میں نے ان میں وہی خلوص پایا ہے جس کا احساس مجھ کو نائجیریا، سوڈان اور گھانا کے کالے افریقی مسلمانوں میں ہوا تھا۔

ہم سب بھائی بھائی تھے، کیوں کہ اللہ پر ایمان نے ہمارے ذہن، رویہ اور برتاؤ سے "گوری رنگت" کو حذف کر دیا تھا، میری سمجھ میں آگیا کہ اگر امریکا کے لوگ توحید پر ایمان لے آئیں تو شاید وہ بھی انسانی وحدت کو قبول کر لیں اور دوسرے لوگوں کا موازنہ، مخالفت یا دشمنی رنگ کی بنیاد پر کرنا بند کر دیں، میں نے یہ بات گرہ میں باندھ لی کہ میں امریکا کے لوگوں کو بتاؤں گا کہ یہاں ہر رنگ کے انسانوں میں حقیقی بھائی چارہ ہے، یہاں کوئی شخص اپنے آپ کو الگ تھلگ محسوس نہیں کرتا نہ کسی میں احساس برتری ہے، نہ کسی میں احساس کمتری۔"[۱]

---

[۱] THE AUTOBIOGRAPHY OF MALCOLM-X (ESSEX) 1965, pp. 419-420

www.abulhasanalinadwi.org

انسانی شرافت و عظمت کا اعلان

تیسرا عظیم احسان

اسلام کا نوع بشری پر تیسرا بڑا احسان، انسان کی شرافت و عظمت اور اس کے علوئے منزلت کا اعلان ہے، بعثتِ محمدی سے پہلے انسان ذلت و نکبت کی پستی میں گر چکا تھا، اور روئے زمین پر اس سے زیادہ ذلیل و حقیر چیز نہیں رہ گئی تھی بعض مقدس حیوان اور اشجار جن سے اساطیری (LEGENDARY) روایات اور معتقدات وابستہ تھے، وہ اپنے پرستاروں کے نزدیک زیادہ مکرم و محترم تھے، اور انسان کے مقابلے میں انھیں حفاظت کا زیادہ مستحق سمجھا جاتا تھا، خواہ اس کے لئے معصوموں کا خون ہی کیوں نہ بہانا پڑے ایسے شجر و حجر کے آگے انسان کا خون اور گوشت بھی بے تکلف اور ضمیر کی خلش کے بغیر پیش کر دیا جاتا تھا، ہم نے اس کی مکروہ تصویریں اس بیسویں صدی میں ہندوستان جیسے بعض ترقی یافتہ ممالک میں بھی دیکھی ہیں۔

سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانیت کو اس کی شرافت و عظمت

واپس کی اور اس کا کھویا ہوا وقار و اعتبار بحال کیا، اور یہ اعلان کیا کہ انسان اس کائنات کا سب سے قیمتی وجود اور گرانقدر جوہر ہے، اور یہاں اس سے زیادہ باعظمت اور محبت و حفاظت کی مستحق کوئی اور شے نہیں، آپؐ نے انسان کا درجہ اتنا بلند کیا کہ وہ اللہ کا نائب و خلیفہ قرار پایا جس کے لئے اس نے دنیا پیدا کی اور اسے اپنے لئے پیدا کیا:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۔	وہ وہی (خدا) ہے جس نے پیدا کیا تمھارے لئے جو کچھ بھی زمین میں ہے سب کا سب۔
(البقرۃ - ۲۹)	

قرآن نے اسے اشرف المخلوقات اور صدر کائنات بنایا!

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝	اور ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور ہم نے انھیں خشکی اور دریا دونوں میں سوار کیا اور ہم نے ان کو نفیس چیزیں عطا کیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر بڑی فضیلت دی۔
(الاسراء - ۷۰)	

اور اس ارشاد نبوی سے زیادہ انسان کی عزت و عظمت کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے کہ:

الخلق عيال الله، فاحبّ الخلق الى الله من أحسن	خدا کی مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور اللہ کو مخلوق میں سب سے

www.abulhasanalinadwi.org

الی عیالہ۔[1] زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔

انسانی رفعت اور اس کی خدمت کے ذریعہ تقرب الٰہی حاصل کرنے کے سلسلہ میں یہ حدیث بہت بلیغ اور معنی خیز ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ:۔

"اللہ تعالےٰ قیامت میں پوچھیں گے، اے ابن آدم! میں بیمار پڑا مگر تو نے میری عیادت نہیں کی؟ آدمی کہے گا 'یا رب! آپ تو رب العالمین تھے' میں آپ کی عیادت کیسے کرتا؟ اس پر اللہ تعالےٰ فرمائیں گے کہ کیا تمھیں علم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا مگر تم نے اس کی عیادت نہیں کی؟ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔

اے ابن آدم! میں نے تم سے کھانا مانگا تو تم نے مجھے کھلایا نہیں؟ آدمی کہے گا کہ بار الٰہا! آپ تو دنیا کے پالن ہار تھے میں آپ کو کیسے کھلاتا؟ اللہ تعالےٰ فرمائیں گے کہ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندہ نے تم سے کھانا مانگا مگر تم نے اسے کھانا نہیں دیا، اگر تم اسے کھلاتے تو مجھے... اس کے پاس پا لیتے، اے ابن آدم! میں نے تم سے پانی مانگا مگر تم نے مجھے پانی نہیں دیا؟ آدمی کہے گا خدایا! آپ تو رب العالمین ہیں، میں آپ کو کیسے پانی پلاتا؟ اللہ تعالےٰ

---

[1] سنن بیہقی۔

www.abulhasanalinadwi.org

فرمائیں گے کہ میرے فلاں بندہ نے تم سے پانی مانگا مگر تم نے اسے پانی نہیں دیا، اگر تم اسے پانی پلاتے تو مجھے اس کے قریب پاتے"۔[1]

کیا انسانی رفعت وعظمت کا اس سے زیادہ واضح اور صریح کسی اعلان کا تصور کیا جا سکتا ہے، جسے دین توحید نے پیش کیا ہے؟ اور دنیائے قدیم و جدید کے کسی دین و فلسفہ کے تحت انسان نے کبھی ایسی عظمت و منزلت حاصل کی ہے؟

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے آدم زادوں (انسانوں) پر رحم کرنے کو اللہ کی رحمت کے نزول کی شرط لازم بتاتے ہوئے فرمایا:۔

الراحمون یرحمهم الرحمٰن	رحم کرنے والے پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے
ارحموا من فی الارض	تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان
یرحمکم من فی السماء۔[2]	والا رحم کرے گا۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

وحدتِ انسانیت اور عظمتِ انسانیت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کے لئے جدّوجہد سے پہلے دنیا کی سیاسی و اجتماعی حالت کا کچھ اندازہ کرنا ضروری ہے۔

آپؐ کی بعثت سے پہلے ایک ایک فرد کی مرضی پر ہزاروں انسانوں کی زندگیاں موقوف رہتی تھیں، کوئی بادشاہ اٹھتا اور ملکوں اور قوموں اور کھیتوں اور آبادیوں کو پامال کرتا چلا جاتا، اور راج ہٹ یا سیاسی تفوّق کی خاطر خشک و تر کو تہس نہس کر کے رکھ دیتا۔

---

[1] صحیح مسلم [2] سنن ابی داؤد۔

www.abulhasanalinadwi.org

سکندر اعظم (ALEXANDER THE GREAT) (۳۵۶-۳۲۴ ق م) آندھی پانی کی طرح اٹھتا ہے اور ایران، شام، ساحلی ممالک، مصر اور ترکستان کا بڑا حصہ زیروزبر کرتا ہوا شمالی ہند پہنچ جاتا ہے، وہ فتح و تسخیر کے اس طویل سفر میں صدیوں کی قدیم اور ترقی یافتہ تہذیبوں اور تمدّنوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔

جولیس سیزر (JULIUS CAESAR) (م ۴۴ ق م) اور دوسرے فاتحین اور فوجی قائدین جیسے قرطاجہ (CARTNAGE) کا ہنی بال (HANNIBAL) (۲۴۷-۱۸۳ ق م) اور دوسرے فوجی قائد اور کشورکشا انسانی آبادیوں میں اس طرح شکار کھیلتے ہیں، اور ہزاروں، لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارتے چلے جاتے ہیں، جیسے مشّاق و بے درد شکاری بلا امتیاز جنگلی جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔

تباہ کاری اور انسانی زندگی و برگزیدگی کے ساتھ یہ کھلواڑ حضرت مسیح علیہ السلام کے ظہور کے بعد بھی جاری رہی، چنانچہ ان کے بعد کے انسانیت پر ظلم ڈھانے والوں اور سنگ دلوں میں نیرو (NERO) (م ۶۸ء) جیسے لوگوں نے اپنے ہم وطنوں کو بھی اپنے ظلم کا نشانہ بنایا، اور اپنی ماں اور بیوی کو بھی نہیں بخشا، یہی شخص روما کی عظیم آتش زدگی کا بھی ذمہ دار ہے، جب روما آگ کے شعلوں میں جل رہا تھا تو وہ چین کی بانسری بجا رہا تھا۔[1]

یورپ کے وحشی قبائل یعنی مغربی و مشرقی گاتھ اور ونڈال وغیرہ جو بعثت محمدی سے ایک صدی قبل پانچویں صدی مسیحی میں سرگرم تھے، وہ دنیا کی

---

[1] انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم: ولیم لینگر (WILLIAM L. LANGER) طبع ۱۹۶۴ء

بڑی بڑی اور متمدن راجدھانیوں کو تاراج کر دیتے اور روئے زمین پر بڑے پیمانے پر خوف اور دہشت پھیلا دیتے تھے[1]

عربوں کی نظر میں انسانی زندگی کی قدر و قیمت اتنی کم تھی کہ جنگ اور خونریزی.... ان کے لئے ایک کھیل بن گئی تھی، اور معمولی سا واقعہ بھی جنگ کا محرک بن جاتا تھا، چنانچہ بنی وائل کے دو قبیلوں بکر و تغلب کے درمیان چالیس[2] سال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا جس میں پانی کی طرح خون بہا، بات صرف اتنی تھی کہ کُلَیب (رئیس معد) نے بسوس بنت منقذ کی اونٹنی کے تھن پر تیر مار دیا تھا، جس سے اس کا خون دودھ میں مل گیا تھا، اس کے باعث جسّاس بن مُرّہ نے کُلیب کو قتل کر دیا، اور بکر و تغلب میں جنگ چھڑ گئی، اس خانہ جنگی کے بارے میں کلیب کا بھائی المہلہل کہتا ہے:-

"انسان فنا ہو گئے، مائیں بے اولاد ہو گئیں، بچے یتیم ہو گئے، آنسو رُکنے کا نام نہیں لیتے، اور مُردے بے کفن دفن پڑے ہیں!"

اسی طرح داحس و غبراء کی جنگ کا سبب یہ ہوا کہ داحس جو قیس بن زُہیر کا گھوڑا تھا، وہ قیس اور حذیفہ بن بدر کے درمیان مقابلہ میں آگے نکل گیا تھا، جس پر ایک اسدی نے حذیفہ کے کہنے پر گھوڑے کو چھیڑا اور اس کے چہرہ پر طمانچہ مارا اور اس وجہ سے وہ گھوڑا پچھڑ گیا۔

اس واقعہ کے بعد قتل و انتقام اور قبائلی جنگ، قید و بند اور قبیلوں کے ترک وطن کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا، اور اس میں ہزاروں آدمی مارے گئے۔[3]

---

[1] انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم: ولیم لینگر (WILLIAM L. LANGER) [2] ملاحظہ ہو ایام العرب

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کے غزوات کی کل تعداد ستائیس[۲۷] یا اٹھائیس[۲۸] ہے، اور سرایا کی تعداد ساٹھ[۶۰] تک پہنچتی ہے، ان میں جنگی تاریخوں کو دیکھتے ہوئے سب سے کم خون بہایا گیا، ان میں طرفین کے صرف ۱۰۱۸ آدمی مارے گئے، اور ان غزوات کا مقصد انسانی جانوں کی حفاظت، انسانی مفادات کا دفاع تھا، اور اس کے ساتھ ہی وہ اخلاقی آداب اور شریفانہ تعلیمات کی اس طرح پابند تھیں کہ نوع انسانی کے حق میں تعذیب کے بجائے تادیب کا حکم رکھتی تھیں[۱]۔

اسلام ایمان اور اپنی اخلاقی تعلیمات کے ذریعہ انسان کی عظمت و شرافت کا ایسا شعور پیدا کرتا ہے جس سے ایک مسلمان اس معاملہ میں بہت زُود حس ہو جاتا ہے، وہ انسان کو کسی حال میں جانوروں کے درجہ میں نہیں اتارتا اور نہ وہ ان سے حیوانوں جیسا سلوک پسند کرتا ہے، اور نہ انھیں اپنے ذاتی تفوّق کے لئے غلام بناتا ہے، وہ اپنے اور دوسرے انسانوں کے درمیان کوئی فرق نہیں سمجھتا کہ ان سے توہین آمیز سلوک کرے، یہاں انسانی مساوات اور احترام انسانیت کے سلسلہ میں بطور نمونہ صرف ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے :-

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ ان کے پاس مصر کے ایک قبطی نے فریاد کی، آپ نے دریافت کیا تو اس نے کہا عمرو بن العاص نے مصر میں گھوڑ دوڑ کرائی، جس میں میرا گھوڑا

---

[۱] فوجوں کو روانہ کرتے وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے لئے حدیث وسیرت کی کتابیں ملاحظہ ہوں تفصیل کے لئے دیکھیں، راقم الحروف کی کتاب "نبی رحمت" حصہ دوم کا باب "غزوات پر ایک نظر" ص ۱۱۵

www.abulhasanalinadwi.org

آگے نکل گیا، اور لوگوں نے اسے دیکھا بھی، مگر محمد بن عمرو بن العاص کہنے لگے کہ بخدا یہ میرا گھوڑا ہے، وہ جب قریب آئے تو میں نے انھیں پہچان کر کہا کہ نہیں بخدا وہ میرا گھوڑا ہے، اس پر وہ مجھے کوڑوں سے مارنے لگے، انھوں نے کہا کہ جانتے نہیں کہ میں ابن الاکرمین (شریف زادہ) ہوں، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اچھا بیٹھو! پھر عمرو بن العاص کو لکھا کہ میرا خط دیکھتے ہی تم اور تمہارے بیٹے محمد حاضر ہو جائیں، راوی کہتا ہے کہ عمرو بن العاص نے اپنے بیٹے کو بلا کر پوچھا کہ کیا تم نے کوئی جرم کیا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو انھوں نے کہا کہ تب کیوں عمر (رضی اللہ عنہ) نے تمھارے بارے میں لکھا ہے؟ اس کے بعد وہ حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہو گئے، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ ہی کے پاس تھے کہ عمرو بن العاص کو ایک لنگی اور چادر میں آتے دیکھا تو حضرت عمرؓ دیکھنے لگے کہ ان کا بیٹا بھی ساتھ ہے یا نہیں، جو ان کے پیچھے پیچھے آرہا تھا، حضرت عمرؓ نے فرمایا مصری کہاں ہے؟ اس نے کہا، ہاں میں یہاں ہوں حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ دُرّہ لے کر ابن الاکرمین (شریف زادہ) کی خبر لو، راوی کہتا ہے کہ اس نے اسے اچھی طرح مارا، پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ عمرو کے سر پر بھی گھماؤ، کیونکہ انھیں کے برتے پر اس نے تمھیں مارا تھا، مصری کہنے لگا کہ میں مارنے والے کو مار چکا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تم انھیں مارتے تو میں بیچ میں نہ پڑتا جب تک کہ تم ہی نہ انھیں

www.abulhasanalinadwi.org

چھوڑتے، پھر فرمایا عمرو! تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنایا حالانکہ ان کی ماؤں نے تو انھیں آزاد جنا تھا؟ پھر مصری کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اطمینان سے جاؤ اگر کوئی بات پیش آئے تو مجھے لکھنا۔[1]

---

[1] سیرۃ عمر بن الخطابؓ لابن الجوزی ص ۸۶، ۸۷

www.abulhasanalinadwi.org

عورت کی حیثیتِ عُرفی کی بحالی اور اس کے حقوق کی بازیابی

اسلام سے بیشتر طبقۂ نسواں کی حالت

پہلے ہم یہاں کچھ تمہیدی باتیں کہنا چاہتے ہیں، جو ان اقدامات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہیں، جو اسلام نے عورتوں کے مفاد میں کیئے ہیں، یہاں مشہور عرب فاضل استاذ عباس محمود العقّاد کی کتاب "المرأۃ فی القرآن" کے کچھ اقتباسات پیش کریں گے جو اس موضوع پر وسیع تحقیقی جائزہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

مصنّف موصوف نے اسلام سے پہلے مذاہب اور معاشروں میں عورت کے مقام سے بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"ہندوستان میں مانو[1] کی شریعت، باپ، شوہر یا دونوں وفات

---

[1] "مانو" سے استاذ عقاد کی مراد "منو" ہے، جو ہندو سماج کے معاشرتی و عائلی قوانین کا ماخذ سمجھا جاتا ہے، اس کی شخصیت پر ناواقفیت توہّم اور تقدیس کے پردے پڑے ہوئے ہیں، نہ اس کے زمانے کی پوری تعیین ہو سکی ہے، اور نہ شخصیت کی، وہ ہندوؤں کی کتاب مقدس وید

(باقی صفحہ ۶۰ پر)

www.abulhasanalinadwi.org

ہو جانے کی صورت میں بیٹے سے علیحدہ عورت کا کوئی مستقل حق نہیں مانتی تھی، اور ان سب کی وفات کے بعد اس کا شوہر کے کسی قریبی رشتہ دار سے متعلق ہو جانا ضروری تھا، وہ کسی حال میں اپنے معاملہ میں خود مختار نہیں ہو سکتی تھی، معاشی معاملات میں اس کی حق تلفی سے زیادہ سختی اس کے شوہر سے علیحدہ زندگی کے انکار کی صورت میں تھی، جس کے مطابق بیوی کو شوہر کے مرنے کے دن مر جانا اور اس کی چتا پرستی ہو جانا ضروری تھا، یہ پرانی رسم برہمنی تمدن کے قدیم زمانہ سے سترہویں صدی تک برقرار رہی اور اس کے بعد مذہبی حلقوں کی ناپسندیدگی کے باوجود ختم ہو گئی۔

حمورابی[1] کی شریعت (جس کی وجہ سے بابل مشہور ہوا تھا) عورت کو

(باقی ص۵۹ کا) میں فوق البشر دیوتا دکھائی دیتا ہے، اور اس کی بعض عبارتوں سے وہ نوع بشری کا جد امجد اور خالقِ کائنات کا پہلا نمائندہ معلوم ہوتا ہے، اور یہ اسم و وصف قدیم ہندوستان کی متعدد شخصیتوں پر منطبق ہوتا ہے۔

"منوسمرتی" جو قدیم ہندوستان کا اجتماعی و عائلی دستور ہے، وہ بھی گو مہاراج (قدیم ہندوستان کے ایک بڑے ماہر قانون) کی طرف منسوب ہے جو اپنے کو منو کا روحانی وارث بتاتا تھا، بہرحال منوسمرتی قدیم ہندوستان کی سب سے قدیم قانون کی کتاب سمجھی جاتی ہے اور اکثر محققین کا خیال ہے کہ اس کتاب کی تالیف تیسری صدی مسیحی میں ہوئی۔

(اس نوٹ میں ڈاکٹر گنگا ناتھ جھا اور ڈاکٹر جیسوال کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے جو ہندوستان کی قانونی تاریخ کے مستند فاضل ہیں) [1] عراق کے حکمراں خاندان کا مشہور بادشاہ جس نے ایک مستحکم حکومت کی بنیاد رکھی اور وہ تین ہزار قبل مسیح عراق کا حکمراں تھا (مؤلف)

www.abulhasanalinadwi.org

پالتو جانور سمجھتی تھی، اور اس کی نظر میں عورت کی حیثیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کی رو سے اگر کسی نے کسی کی لڑکی کو قتل کیا ہے تو قاتل کو اپنی لڑکی مقتولہ لڑکی کے بدلہ میں حوالہ کرنی ہوتی تھی تاکہ لڑکی والا اسے قتل کر دے، یا باندی بنالے، یا معاف کر دے، مگر وہ اکثر حکم شریعت کے نفاذ کی خاطر قتل ہی کی جاتی تھی، یونان قدیم میں عورت ہر قسم کے حقوق اور آزادی سے محروم تھی، اسے ایسے بڑے گھروں میں رہنا ہوتا تھا جو راستہ سے دور، کم کھڑکیوں والے ہوتے تھے، اور ان کے دروازوں پر پہرہ دار مقرر رہتے تھے، بیویوں اور گھریلو عورتوں کی طرف بے توجہی کے سبب بڑے یونانی شہروں میں ایسی محفلیں عام ہو گئی تھیں جن میں گانے والیوں اور حسین عورتوں سے دل بہلایا جاتا تھا، مہذب محفلوں میں عورتوں کو ——— مردوں کے ساتھ جانے کی بہت کم اجازت تھی، اسی طرح فلسفیوں کے حلقے عورتوں کی موجودگی سے خالی نظر آتے ہیں، اور پیشہ ور عورتوں یا مُطلّقہ باندیوں جیسی شہرت و عزت کسی شریف خاتون کو حاصل نہیں ہوئی۔

ارسطو اہل اسپارٹا (SPARTA) پر اعتراض کرتا تھا کہ وہ اپنے خاندان کی عورتوں کے ساتھ نرمی برتتے ہیں اور انھوں نے ان کو وراثت طلاق، اور آزادی کے حقوق دے رکھے ہیں، جن سے وہ بلند مقام ہو گئی ہیں، وہ اسپارٹا کے زوال و اضمحلال کو عورتوں کی بے جا آزادی ہی کا نتیجہ سمجھتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

قدیم رومیوں کا عورتوں کے ساتھ معاملہ قدیم ہندوؤں ہی جیسا تھا، جس کے تحت وہ باپ، شوہر اور بیٹوں کے ماتحت رہتی تھیں، اپنے تہذیبی عروج کے دور میں ان کا خیال تھا کہ "نہ عورت کی بیڑی کاٹی جا سکتی ہے نہ اس کی گردن سے جوا اتارا جا سکتا ہے" چنانچہ کاٹو کا قول تھا:

" NUNGUAM EXVITUR SERVITUS MULIE BRIO "

رومی عورت ان قیود سے اسی وقت آزاد ہوئی جب بغاوت اور نافرمانی کر کے رومی غلام آزاد ہوئے اور عورت کو غلام رکھنا ناممکن ہو گیا"۔

استاذ عقاد نے قدیم مصری تہذیب میں عورتوں کے بعض حقوق و اختیارات کے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:۔

"اسلام سے پہلے مصری تہذیب اور اس کے قوانین ختم ہو چکے تھے، اور شرق اوسط میں اس دور میں رومی تہذیب کے سقوط اور اس کی عیاشی اور لذت پرستی کے ردّ عمل کے طور پر دنیوی زندگی سے نفرت کا رجحان پیدا ہو گیا تھا، بلکہ زندگی اور آل و اولاد کی طرف سے سرد مہری پیدا ہو گئی تھی، اور زاہدانہ رجحان نے جسم اور عورت کو نجس سمجھ لیا تھا، اور عورت کو گناہوں کا ذمہ دار قرار دیا جاتا تھا، اور غیر ضرورت مند کے لئے اس سے دوری اچھی سمجھی جاتی تھی۔

یہ قرون وسطیٰ کے اس رجحان ہی کا اثر تھا کہ پندرہویں صدی عیسوی

www.abulhasanalinadwi.org

تک بعض علمائے لاہوت، عورت کی فطرت کے بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہے تھے، اور ''ماکون'' MACON کے اجتماع میں وہ یہ سوال کر رہے تھے کہ کیا وہ جسم بلا روح ہے یا روح رکھنے والا جسم ہے جس سے نجات یا ہلاکت متعلق ہوتی ہے؟ اکثریت کا خیال یہ تھا کہ وہ نجات پانے والی روح سے خالی ہے، اور اس میں کنواری مریمؑ والدہ حضرت مسیحؑ کے سوا کسی کا استثناء نہیں۔

رومی عہد کے اس رجحان نے بعد کی مصری تہذیب میں عورت کے مقام کو متأثر کیا، مصریوں پر رومی مظالم کی شدّت ان کی رہبانیت اور دنیا بیزاری کا سبب بن گئی تھی، چنانچہ بہت سے زاہد لوگ رہبانیت کو قربِ الٰہی کا ذریعہ اور شیطان کے مکر سے (جس میں عورت سرِفہرست تھی) دوری کا وسیلہ جانتے تھے۔

بہت سے مغربی مؤرخین یہ الزام لگاتے ہیں کہ اسلام نے اپنی شریعت میں اگلی شریعتوں خصوصاً شریعت موسوی سے بہت کچھ اَخذ کیا ہے، اس دعویٰ کا بُطلان توراتی شریعت اور قرآنی شریعت میں عورتوں کے مقام کے باہمی موازنہ ہی سے اچھی طرح ہوجاتا ہے۔

چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی طرف منسوب کتابوں کی تعلیم کے مطابق لڑکی باپ کی میراث سے خارج ہوجاتی ہے، اگر اس کی اولاد ذکور موجود ہو۔

یہ اس ہبہ کی قبیل سے ہے جیسے باپ اپنی زندگی میں اختیار

www.abulhasanalinadwi.org

کرتا ہے تاکہ مرنے کے بعد واجبات شرعیہ کی طرح میراث واجب نہ ہو۔

میراث کے بارے میں حکم صریح یہ ہے کہ جب تک اولاد ذکور رہے گی لڑکی اس سے محروم رہے گی، اور جس لڑکی کو میراث ملے گی اسے کسی دوسرے قبیلہ میں شادی کی اجازت نہ ہوگی، اور نہ اسے کسی اور قبیلہ کی طرف میراث منتقل کرنے کی اجازت ہوگی، یہ حکم کتب توراۃ میں متعدد جگہوں پر ہے۔

اب ہم ان بلاد مقدّسہ کی طرف رُخ کرتے ہیں جہاں قرآن کریم کی دعوت شروع ہوئی تھی، یعنی جزیرۃ العرب، مگر آپ کو وہاں بھی اس کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے کہ وہاں عورتوں کے ساتھ انصاف اور اکرام کا کوئی الگ معاملہ کیا جاتا تھا، بلکہ جزیرۃ العرب کے بعض اطراف میں عورت سے بد معاملگی دنیا کے سارے ملکوں سے زیادہ تھی، اور بعض اطراف میں اس لئے اس سے اچھا معاملہ کیا جاتا تھا، اور اس کی شوہر کے یہاں عزّت تھی کہ وہ کسی بارعب رئیس کی لڑکی یا کسی محبوب بیٹے کی ماں ہے، لیکن اس کی عزّت صرف اس لئے کی جاتی کہ وہ عورت ہے، اور اس حیثیت سے وہ حقوق کی مستحق ہے، اس کی توقع نہیں کرنی چاہیئے کہ باپ، شوہر، بھائی اور بیٹے اپنی ملکیت یا حمایت میں داخل اشیاء کی طرح اس کی حفاظت کرتے تھے، کیونکہ یہ آدمی کے لئے عیب تھا کہ اس کے حرم کی بے حرمتی کی جائے جس طرح یہ عیب تھا کہ اس کی حمایت یافتہ یا کسی ممنوعہ چیز پر دست درازی کی جائے جس میں اس کے

www.abulhasanalinadwi.org

گھوڑے، جانور، کنواں اور چراگاہ شامل تھی، وہ مال و مویشی کے ساتھ میراث میں منتقل ہوتی تھی، آدمی شرم کے مارے اپنی بیٹی کو بچپن ہی میں زندہ درگور کر دیتا تھا، اور اس پر خرچ کو بوجھ سمجھتا تھا جب کہ اپنی مملوکہ باندی یا نفع بخش جانور پر خرچ کو بوجھ نہیں سمجھا جاتا تھا، اور جو اسے زندہ رکھتے اور بچپن میں جاں بخشی کر دیتے ان کی نظر میں اس کی قیمت میراث کی تھی، جو باپ سے بیٹوں کو منتقل ہوتی تھی، اور قرض یا سود کی ادائگی میں اسے بیچا اور رہن رکھا جا سکتا تھا، وہ اس انجام سے اسی وقت بچ سکتی تھی، جب وہ کسی معزز قبیلے کی فرد ہوتی جس کی حمایت و قربت کو وقعت حاصل ہوتی تھی۔"[1]

بُدھ مت

بُدھ مت میں عورت کے بارے میں خیالات کا ایک نمونہ "مذہب و اخلاق کی انسائیکلوپیڈیا" کے مقالہ نگار نے ایک بدھ مفکر (CHULLAVAGGA) کے قول سے پیش کیا ہے، جسے (OLDENBERG) نے اپنی کتاب (BUDDHA) (مطبوعہ ۱۹۰۶ء ص ۱۶۹) پر نقل کیا ہے کہ:-

"پانی کے اندر مچھلی کی ناقابل فہم عادتوں کی طرح عورت کی فطرت بھی ہے، اس کے پاس چوروں کی طرح متعدد حربے ہیں اور سچ کا اس کے پاس گزر نہیں۔"[2]

---

[1] المرأة فی القرآن" للاستاذ عباس محمود العقاد، طبع دار الهلال مصر ص ۵۱-۵۷

[2] ENCYCLOPEDIA OF RELIGION & ETHICS, VOL. V, p. 271, NEWYORK. 1912

www.abulhasanalinadwi.org

ہندو دھرم

مذکورہ انسائیکلوپیڈیا کا مقالہ نگار عورتوں کے بارے میں ہندوؤں کے خیالات کے بارہ میں لکھتا ہے :۔

"برہمن ازم میں شادی کو بڑی اہمیت حاصل ہے، ہر شخص کو شادی کرنا چاہیئے، لیکن منو کے قوانین کی رو سے شوہر بیوی کا سرتاج ہے، اسے اپنے شوہر کو ناراض کرنے والا کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے، حتی کہ وہ اگر دوسری عورتوں سے تعلقات رکھے یا مرجائے تب بھی کسی دوسرے مرد کا نام اپنی زبان پر نہ لائے، اگر وہ نکاح ثانی کرتی ہے تو وہ سورگ سے محروم رہے گی جس میں اس کا پہلا شوہر رہتا ہے، زوجہ کے غیر وفادار ہونے کی صورت میں اسے انتہائی کڑی سزا دی جانی چاہیئے، عورت کبھی بھی آزاد نہیں ہو سکتی، وہ ترکہ نہیں پا سکتی، شوہر کے مرنے پر اپنے سب سے بڑے بیٹے کے تحت زندگی گزارنی ہوگی، شوہر اپنی بیوی کو لاٹھی سے بھی پیٹ سکتا ہے۔"[1]

"یونیورسل ہسٹری آف دی ورلڈ" میں (RAY STRACHEY) ہندوستان کے بارے میں لکھتا ہے :۔

"رگ وید میں (جس میں انسان کے جد امجد کی حکایات بھی ہیں) عورتوں کو پست اور حقیر مقام دیا گیا ہے، بعد میں یہ سمجھا جانے لگا کہ وہ روحانی طور پر

---

[1] انسائیکلوپیڈیا مذہب واخلاق ص ۲۷۱ جلد پنجم (نیویارک ۱۹۱۲)

www.abulhasanalinadwi.org

ناقابلِ اعتبار بلکہ تقریباً بے روح ہے، اور موت کے بعد مردوں کی نیکیوں کے بغیر اسے بقا نہیں حاصل ہو سکتی، اس کی ساری امیدوں کو ختم کرنے والے مذہب کے ساتھ رسم ورواج کی بیڑیوں نے (جو رفتہ رفتہ پیدا ہوتی گئیں) یہ ناممکن کر دیا کہ عورت کسی نمایاں شخصیت کو جنم دے سکے، عورتوں کو جنم دینے والے منو نے انھیں اپنے گھر، بستر، زیور کی محبت، بُری خواہشیں، غصہ، بے ایمانی اور بُرے اطوار عطا کئے، عورتیں اتنی ہی بُری ہیں جتنا کہ جھوٹ، یہ ایک مسلّم حقیقت تھی، عورت کی فطرت میں یہ داخل ہے کہ وہ مردوں کو اس دنیا میں غلط راستہ پر ڈالے، اسی لئے عقلمند عورتوں کی صحبت میں بے فکر ہو کر نہیں بیٹھتے۔

بچپن کی شادی کی رسم، بیواؤں سے نفرت، ستی اور پردہ ایک ایسے سماج کے حسبِ حال ہیں، جس میں عورتوں کی اہمیت بچے جننے والی مخلوق سے زائد نہیں، شاید نوزائیدہ لڑکیوں کی موت ایک ایسی دنیا میں ان کے لئے رحمت ہے، جس میں اسے مشکوک، بُرائی کا سرچشمہ، دھوکہ باز، سورگ کے راستہ کا روڑا، اور نرک کا دروازہ سمجھا جاتا ہے"۔[ل]

چین

مسٹر رے اسٹریچی چین میں عورت کی حیثیت کے بارے میں لکھتا ہے:۔

"مشرقِ بعید یعنی چین میں حالات اس سے بہتر نہیں تھے، چھوٹی لڑکیوں

ل UNIVERSAL HISTORY OF THE WORLD, Ed. J. A. HAMERTON VOL. I p. 378 (LONDON)

www.abulhasanalinadwi.org

کے پیروں کو کاٹھ مارنے کی رسم کا مقصد یہ تھا کہ انھیں بےبس اور نازک رکھا جائے، یہ رسم اگرچہ اعلیٰ اور مالدار طبقات میں رائج تھی، لیکن اس سے "آسمانی حکومت" کے دور میں عورتوں کی حالت پر روشنی پڑتی ہے"[1]

انگلستان

مذکورہ مقالہ نگار انگلستان میں عورتوں کے مقام کے بارے میں تحریر کرتا ہے:۔

"وہاں اسے ہر قسم کے شہری حقوق سے محروم رکھا گیا تھا، تعلیم کے دروازے اس پر بند تھے، صرف چھوٹے درجہ کی مزدوری کے علاوہ وہ کوئی کام نہیں کرسکتی تھی، اور شادی کے وقت اسے اپنی ساری املاک سے دستبردار ہونا پڑتا تھا۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرون وسطیٰ سے انیسویں صدی تک عورت کو جو درجہ دیا گیا تھا، اس سے کسی بہتری کی امید نہیں کی جاسکتی تھی"[2]

اسلامی تعلیمات

آپ گذشتہ تعلیمات کا مقابلہ اسلام کے اس نئے اور منفرد کردار سے کیجیے، جو اس نے عورت کے وقار و اعتبار کی بحالی، انسانی سماج میں اسے مناسب مقام دلانے، ظالم قوانین، غیر منصفانہ رسم و رواج اور مردوں کی خود پرستی اور تکبر سے اسے نجات دلانے کے سلسلہ میں انجام دیا ہے، قرآن مجید پر ایک سرسری نظر بھی

---

[1] یونیورسل ہسٹری آف دی ورلڈ، مرتبہ ہیمرٹن ۳۷۸/۱ (لندن) [2] ایضاً۔

www.abulhasanalinadwi.org

عورت کے بارے میں جاہلی نقطۂ نظر اور قرآنی و اسلامی زاویۂ نگاہ کے کھلے فرق کو سمجھنے کے لئے کافی ہے، جس سے انفرادی سلوک اور اجتماعی قوانین متعلق ہوتے ہیں۔

وہ قرآنی آیات جو نصف نوع انسانی اور جنس لطیف کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، وہ عورت کے اندر اس لئے اعتماد پیدا کرتی ہیں کہ ان کے بموجب معاشرہ میں اور خدا کے نزدیک اس کا ایک متعین مقام ہے، اور وہ دین و علم، خدمت اسلام، خیر و تقویٰ میں تعاون، اور صالح معاشرہ کی تعمیر میں پوری طرح حصہ لے سکتی ہے، قرآنی آیات قبول اعمال، نجات و سعادت اور آخرت کی کامیابی کے بیان میں ہمیشہ مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی ذکر کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ	اور جو کوئی نیکیوں پر عمل کرے گا،
مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ	(خواہ) مرد ہو یا عورت اور وہ
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ	صاحب ایمان ہو تو ایسے (سب)
وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ○	لوگ جنت میں داخل ہوں گے،
(النساء - ۱۲۴)	اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ	سو ان کی دعا کو ان کے پروردگار
لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ	نے قبول کر لیا اس لئے کہ میں تم میں
مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ج بَعْضُكُمْ	کسی عمل کرنے والے کے (خواہ) مرد ہو

www.abulhasanalinadwi.org

مِّنۢ بَعۡضٍ ج | یا عورت عمل کو ضائع نہیں ہونے
(آل عمران ـ ۱۹۵) | دیتا، تم آپس میں ایک دوسرے کے جُزء ہو۔

اسی طرح وہ حیات طیبہ کے مواقع و وسائل عطا کرنے کے موقع پر بھی مردوں کے ساتھ عورتوں کو یاد رکھتا ہے، بلکہ اس کے لئے ضمانت دیتا ہے، اور اس کا وعدہ کرتا ہے "حیات طیبہ" ایک جامع اور دور رس معانی پر مشتمل کلمہ ہے جو مثالی اور کامیاب زندگی کا مفہوم اور عزت و اطمینان کے غیر محدود معانی رکھتا ہے :-

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى | نیک عمل جو کوئی بھی کرے گا مرد ہو
وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً | یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان
طَيِّبَةً ج وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ | ہو تو ہم اسے ضرور ایک پاکیزہ
بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝ | زندگی عطا کریں گے، اور ہم انھیں
(النحل ـ ۹۷) | ان کے اچھے کاموں کے عوض میں
ضرور اجر دیں گے۔

صفات حسنہ، اعمال صالحہ اور دین کے اہم شعبوں کے ذکر کے وقت قرآن مجید صرف مردوں کے ساتھ عورتوں کا ذکر اور یہ اشارہ ہی نہیں کرتا کہ اعمال صالحہ اور صفات کریمہ میں ذکور و اناث میں کوئی فرق نہیں، بلکہ اس کے برعکس وہ ایک ایک صفت کو الگ بیان کرتا ہے، اور جب مردوں کی اس صفت کا ذکر کرتا ہے تو اسی صفت سے عورتوں کو بھی موصوف کرتا اور ان کا مستقل ذکر کرتا ہے، اگرچہ اس کے لئے طویل پیرایۂ بیان ہی کیوں نہ اختیار کرنا پڑے۔

اس کی حکمت یہ ہے کہ ان صفات میں قوت و صلاحیت رکھنے والے

www.abulhasanalinadwi.org

مردوں پر عورتوں کو قیاس کرنے پر وہ انسانی ذہن آمادہ نہیں ہوتے جنھوں نے غیر اسلامی مذاہب و فلسفہ اور قدیم معاشرت و آداب کے سایہ میں تربیت پائی ہے، ایسے ذہنوں نے ہمیشہ مردوں اور عورتوں میں تفریق کی ہے، اور انھیں بہت سے فضائل میں مردوں کے ساتھ شرکت سے بھی مستثنی کر رکھا ہے چہ جائیکہ ان میں ان کی مزاحمت و سبقت کو گوارا کریں، آپ میرے ساتھ اس آیت کریمہ کی تلاوت کریں:۔

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ	بے شک اسلام والے اور اسلام
وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ	والیاں، اور ایمان والے اور
وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ	ایمان والیاں، اور فرمانبردار
وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ	مرد اور فرمانبردار عورتیں اور
وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ	صادق مرد اور صادق عورتیں،
وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ	اور صابر مرد اور صابر عورتیں، اور
وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ	خشوع والے اور خشوع والیاں،
وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ	اور تصدق کرنے والے اور تصدق
وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ	کرنے والیاں، اور روزہ رکھنے
وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ	والے اور روزہ رکھنے والیاں اور
اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ	اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے
اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا	والے اور حفاظت کرنے والیاں،
عَظِیْمًا ۝ (الاحزاب ۳۵)	اور اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے

www.abulhasanalinadwi.org

اور یاد کرنے والیاں، ان (سب)
کے لئے اللہ نے مغفرت اور
اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

قرآن مجید صرف طاعات و عبادات ہی کے سلسلہ میں ان کا ذکر نہیں کرتا بلکہ باصلاحیت مردوں، علماء، اولوالعزم افراد دینی و اخلاقی احتساب اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی راہ میں مشکلات برداشت کرنے والوں کے ساتھ بھی ان کا ذکر کرتا ہے، اور مؤمنین و مؤمنات کو ایک متحدہ اور خیر و تقویٰ پر تعاون کرنے والی جماعت کی شکل میں دیکھنا چاہتا ہے:۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ	اور ایمان والے اور ایمان والیاں
بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ م	ایک دوسرے کے رفیق ہیں، نیک
يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	باتوں کا آپس میں حکم دیتے ہیں اور
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ	بری باتوں سے روکتے رہتے ہیں،
الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور
وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اور اللہ اور
اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ	اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں؛
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ٥	یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ان پر ضرور
(التوبہ۔۷۱)	رحمت کرے گا، بے شک اللہ بڑے
	اختیار والا ہے اور بڑی حکمت
	والا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

وہ شرف انسانی کی اعلیٰ ترین منزل پر پہنچنے کا ذریعہ اور کامل معیار جنس ونسل اور رنگ و خون سے قطع نظر صرف تقویٰ کو قرار دیتا ہے :۔

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۝

(الحجرات ۔ ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا ہے کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک تم میں سے پرہیزگار تر اللہ کے نزدیک معزز تر ہے، بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے پورا خبردار ہے۔

یہ سب باتیں عورتوں میں ہمت، خودداری اور خود اعتمادی پیدا کرنے اور جدید نفسیات کی اصطلاح میں انھیں احساس کمتری (INFERIORITY COMPLEX)، سے دور رکھنے کے لئے بہت کافی ہیں۔

ان ہی تعلیمات کے نتیجہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سے عصر حاضر تک مشاہیر خواتین اسلام[1] میں معلمات، اور تربیت کرنے والی، جہاد اور تیمارداری کرنے والی، ادیب و مصنف، حافظ قرآن، حدیث کی راوی، عابد و زاہد اور معاشرہ میں صاحب حیثیت و وجاہت خواتین کی ایک بڑی تعداد نظر آتی ہے، جن سے علمی استفادہ کیا گیا اور جن سے تربیت حاصل کی گئی اور جو معیاری و مثالی

---

[1] اس سلسلہ میں مشاہیر خواتین اسلام کی سوانح عمریاں دیکھی جا سکتی ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

شخصیت کی حامل تھیں۔

وہ حقوق جو اسلام نے مسلمان عورت کو دیئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں، ملکیت و میراث کا حق، خرید و فروخت کا حق، شوہر سے علیحدگی (خلع) کا حق (اگر ضروری ہو) منگنی ختم کرنے کا حق (اگر اس سے وہ راضی نہ ہو) عیدین، جمعہ اور جماعت کی نمازوں میں شرکت کا حق اور ان کے علاوہ حقوق کی تفصیلات فقہی کتابوں میں موجود ہیں۔

مغربی فضلاء اور اہل انصاف کی شہادت و اعتراف

متعدد انصاف پسند مغربی فضلاء اور معاشرتی و تمدّنی تاریخ کے ماہرین نے ان قرآنی اور شرعی تعلیمات کی برتری کا اعتراف کیا ہے، جو عورتوں کے احترام اور ان کے لئے حقوق پر مشتمل ہیں۔

ہم یہاں دو تین شہادتوں پر اکتفا کرتے ہیں، ان میں سے ایک شہادت ایک مغربی فاضلہ کا ہے، جو ہندوستان میں ایک تربیتی و اصلاحی تحریک کی قائد اور جنوبی ہند کے ایک ثقافتی ادارے (تھیاسوفیکل سوسائٹی) کی صدر رہی ہیں، انھوں نے ہندوستان کی تحریک آزادی میں بھی حصہ لیا تھا، کسی خاتون کی شہادت اس لئے بھی اہم اور قیمتی ہوتی ہے کہ وہ عورت کے معاملہ میں حساس ہوتی اور اس کی طرف سے دفاع میں دلچسپی رکھتی ہے، مسز اینی بسنت (MRS. ANNIE BESANT) کہتی ہیں:۔

"آپ کو ایسے لوگ ملیں گے جو مذہب اسلام پر اس لئے تنقید کرتے ہیں کہ یہ محدود تعدد ازواج کو جائز قرار دیتا ہے، لیکن آپ کو میری وہ تنقید

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں بتائی جاتی جو میں نے لندن کے ایک ہال میں تقریر کرتے ہوئے کی تھی،
میں نے سامعین سے کہا تھا کہ یک زوجگی کے ساتھ وسیع پیمانہ پر زنانِ بازاری
کی موجودگی "نفاق" (HYPOCRISY) ہے اور محدود تعدّد ازواج سے
زیادہ ذلّت آمیز ہے، قدرتی طور پر اس قسم کے بیانات کا لوگ بُرا مانتے
ہیں، لیکن اسے بتلانا ضروری ہے کیونکہ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ عورتوں
کے متعلق اسلام کے قوانین ابھی حالیہ زمانہ تک انگلینڈ میں اپنائے جارہے
تھے، یہ سب سے منصفانہ قانون تھا —— جو دنیا میں پایا جاتا تھا، جائداد،
وراثت کے حقوق اور طلاق کے معاملات میں یہ مغرب سے کہیں آگے تھا،
اور عورتوں کے حقوق کا محافظ تھا، یک زوجگی اور تعدّد ازواج کے
الفاظ نے لوگوں کو مسحور کر دیا ہے، اور وہ مغرب میں عورت کی اس ذلت
پر نظر نہیں ڈالنا چاہتے جسے اس کے اولین محافظ سڑکوں پر صرف
اس لئے پھینک دیتے ہیں کہ اس سے ان کا دل بھر جاتا ہے، اور وہ
پھر ان کی کوئی مدد نہیں کرتا"[1]

مسٹر (N. L. COULSEN.) لکھتے ہیں:-

"بلاشبہ عورتوں کی حیثیت کے معاملہ میں خاص طور پر شادی شدہ
عورتوں کے معاملہ میں قرآنی قوانین افضلیت کا مقام رکھتے ہیں، نکاح
اور طلاق کے قوانین کثیر تعداد میں ہیں، جن کا عمومی مقصد عورتوں کی

---

[1] THE LIFE & TEACHINGS OF MUHAMMAD, BY ANNIE BESANT,
(MADRAS, 1932) p. 3

www.abulhasanalinadwi.org

حیثیت میں بہتری لانا ہے' اور وہ عربوں کے قوانین میں انقلاب انگیز
تبدیلی کے مظہر ہیں...... اسے قانونی شخصیت عطا کی گئی جو اسے پہلے
حاصل نہیں تھی، طلاق کے قوانین میں قرآن نے سب سے بڑی تبدیلی جو کی ہے
وہ عدّت کو اس میں شامل کرنا ہے"[1]

مذہب واخلاق کی انسائکلوپیڈیا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:۔

"پیغمبر اسلام نے یقیناً عورت کا درجہ اس سے زیادہ بلند کیا جو اسے
قدیم عرب میں حاصل تھا خصوصی طور پر عورت متوفی شوہر کے ترکہ کا جانور
نہیں رہی بلکہ خود ترکہ پانے کی حقدار ہوگئی اور ایک آزاد فرد کی طرح اسے دوبارہ
شادی پر مجبور نہیں کیا جا سکتا تھا، طلاق کی حالت میں شوہر پر یہ واجب ہوگیا
کہ وہ اسے وہ سب چیزیں دیدے جو اسے شادی کے وقت ملی تھیں۔
اس کے علاوہ اعلیٰ طبقہ کی خواتین علوم اور شاعری سے دلچسپی لینے لگیں، اور کچھ استاذ
کی حیثیت سے بھی کام کیا، طبقۂ عوام کی عورتیں اپنے گھر کی مالکہ کی حیثیت سے اپنے
خاوندوں کی خوشی اور غم میں شریک ہونے لگیں، ماں کی عزت کی جانے لگی"[2]

پیدائشِ نو اور انقلابِ عظیم

قرآنی آیات اور نبوی تعلیمات کی روشنی میں عورت کے مقام کے بارے
میں یہ نیا نقطۂ نظر گویا انسانی دنیا میں نوع نسواں کی نئی پیدائش کا حکم رکھتا تھا'

---

[1] A HISTORY OF ISLAMIC LAW (EDINBURG, 1971), p. 14

[2] انسائکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھکس ص۲۷۱ (نیویارک ۱۹۱۲ء)

www.abulhasanalinadwi.org

کیونکہ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ عالم قدیم میں اس میں اور پالتو حیوان یا کسی بے جان چیز میں کوئی فرق نہ تھا، وہ زندہ دفن کردی جاتی تھی، رہن رکھی جاتی یا کسی محل کی گڑیا سمجھی جاتی تھی، اس صورت حال میں یہ انقلابی تعلیمات تمدن و اخلاق، خانگی اور ازدواجی زندگی میں ایک مبارک انقلاب کی حیثیت میں سامنے آئیں جن کا کم و بیش سبھی ملکوں اور معاشروں نے استقبال کیا، خاص طور پر ان ملکوں نے جہاں اسلام فاتحانہ داخل ہوا یا اسے حکومت و انتظام کا موقع ملا، یا جہاں وہ ایک اصلاحی دعوت اور عملی نمونہ کے طور پر پہنچا، اسلام کے اس انسانی تحفے کی قدر و قیمت ان ملکوں میں بالکل ظاہر ہے، جہاں بیوائیں اپنے کو اپنے متوفی شوہروں کی چتا میں جلا ڈالتی تھیں اور نہ معاشرہ ان کو شوہروں کے بعد زندہ رہنے کا حق دیتا تھا اور نہ وہ خود اپنے کو اس کا حقدار سمجھتی تھیں۔

مسلمان بادشاہوں نے اپنے وقت میں بعض ہندوستانی رسم و رواج اور خاص طور پر "ستی" کی رسم کی اس طرح اصلاح کی کہ دینی عقائد اور ہندوستانی روایت کو نہ نقصان پہنچے اور نہ ان کی بے حرمتی ہو، اس سلسلہ میں مشہور فرانسیسی سیاح اور طبیب ڈاکٹر برنیر (BERNIER) (جس نے شاہجہاں کے زمانہ میں ہندوستان کی سیاحت کی تھی) لکھتا ہے:۔

> "آج کل پہلے کی نسبت ستی کی تعداد کم ہوگئی ہے، کیونکہ مسلمان جو اس ملک کے فرمانروا ہیں، اس وحشیانہ رسم کے نیست و نابود کرنے میں حتی المقدور کوشش کرتے ہیں، اور اگرچہ اس کے امتناع کے واسطے کوئی قانون مقرر کیا ہوا نہیں ہے کیونکہ ان کی پالیسی (تدبیر مملکت) کا یہ ایک جزو ہے کہ ہندوؤں کی خصوصیات میں جن کی تعداد مسلمانوں سے

www.abulhasanalinadwi.org

کہیں زیادہ ہے، دست اندازی کرنا مناسب نہیں سمجھتے، بلکہ ان کی مذہبی رسوم کے بجالانے میں ان کو آزادی دیتے ہیں، لیکن تاہم ستی کی رسم کو بعض ایچ پیچ کے طریقوں سے روکتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ کوئی عورت بغیر اجازت اپنے صوبہ کے حاکم کے ستی نہیں ہو سکتی، اور صوبہ دار ہرگز اجازت نہیں دیتا جب تک کہ قطعی طور پر اس کو یقین نہیں ہو جاتا کہ وہ اپنے ارادہ سے ہرگز باز نہیں آئے گی، صوبہ دار بیوہ کو بحث مباحثہ سے سمجھاتا ہے، اور بہت سے وعدے وعید کرتا ہے اور اگر اس کی فہمائش اور تدبیریں کارگر نہیں ہوتیں تو کبھی ایسا بھی کرتا ہے کہ اپنی محلسرا میں بھیج دیتا ہے، تاکہ بیگمات بھی اس کو اپنے طور پر سمجھائیں۔

مگر باوجود ان سب امور کے ستی کی تعداد اب بھی بہت ہے خصوصاً ان راجاؤں کے علاقوں اور عملداریوں میں جہاں کوئی مسلمان صوبہ دار متعین نہیں ہے۔"[1]

---

[1] سفر نامہ ڈاکٹر برنیر ج ۲ ص ۱۷۲-۱۷۴ (امرتسر ۱۸۸۶ء)

www.abulhasanalinadwi.org

ناامیدی اور بدفالی کی تردید اور نفسیات انسانی میں حوصلہ مندی اور اعتماد و افتخار کی آفرینش

انسان کے بارے میں نقطۂ نظر کی تبدیلی

انسانی تہذیب کو اسلام کی پانچویں عطا اس سلسلہ میں یہ ہے کہ اس سے پہلے نوع انسانی کے اکثر افراد اللہ کی رحمتِ عامّہ وتامّہ سے مایوس اور انسان کی سلامتِ فطرت کی طرف سے بدگمان تھے، اور اس مخصوص ذہنی فضا کے پیدا کرنے میں بعض قدیم مشرقی مذاہب اور یورپ و مشرقِ اوسط کی محرّف مسیحیت کا بڑا ہاتھ تھا۔

ہندوستان کے قدیم مذاہب تناسُخ (آواگون) کے عقیدہ و فلسفہ کے قائل تھے، جس کے ہوتے ہوئے انسان کے ارادے اور خود مختاری کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے اور اس کی رو سے ہر انسان اپنے پچھلے کرتوتوں کی سزا بھگتنے پر مجبور ہے اور وہ درندہ بن جاتا ہے، کبھی چرنے والا یا کوئی ادنیٰ جانور یا کوئی بدنصیب اور مبتلائے عذاب انسان کی شکل میں جنم لیتا ہے۔

عیسائیت نے اعلان کیا کہ انسان پیدائشی و فطری گناہگار ہے، اور حضرت مسیح اس کے گناہوں کا کفّارہ ہیں، اس عقیدہ نے دنیا کے لاکھوں کروڑوں

www.abulhasanalinadwi.org

متمدن مسیحیوں کو اپنے بارے میں بدظنی اور اللہ کی رحمت سے مایوسی میں مبتلا کر دیا۔

مایوسی کے ایسے عالم میں پیغمبر انسانیت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوری قوت وصراحت کے ساتھ اعلان فرمایا کہ انسانی فطرت ایک صاف شفاف تختی ہے، جس پر کوئی تحریر نہیں اور اب اس میں کوئی دلپذیر نقش یا کوئی خوشنما تحریر لکھی جا سکتی ہے، اور انسان اپنی زندگی اپنے ارادہ سے شروع کرتا ہے اور اپنے عمل کے نتیجہ میں ثواب وعذاب اور جنّت وجہنّم کا مستحق ٹھہرتا ہے اور وہ کسی اور کے عمل کا جواب دہ نہیں، قرآن نے جگہ جگہ اس کا ذکر کیا ہے کہ انسان صرف اپنے عمل کا ذمّہ دار اور اپنی جہد وسعی کے نتیجہ کا مستحق ہے:۔

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۝	کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا
وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۝	بوجھ نہیں اٹھا سکتا اور انسان کو
وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰی ۝	صرف اپنی ہی کمائی ملے گی اور یہ کہ
ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ۝	انسان کی سعی بہت جلد دیکھ لی
(النجم۔ ۳۸۔ ۴۰)	جائے گی، پھر اسے پورا پورا بدلہ
	دیا جائے گا۔

فطرتِ انسانی کے لئے گناہ عارضی وخارجی ہے خیر پسندی اور سلامت روی فطری وداخلی ہے

اس اعلان نے انسانوں کو اس کی فطرت پر کھویا ہوا اعتماد لوٹا دیا اور وہ عزم مصمّم، ذوق وشوق اور جرأت وپامردی کے ساتھ آگے بڑھنے لگا تا کہ اپنے مقدّر او

www.abulhasanalinadwi.org

انسانیت کے مستقبل کو سنوار سکے، اور ان عظیم امکانات اور قیمتی لمحات میں اپنی قسمت وطاقت کا تجربہ کر سکے۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ طے فرما دیا کہ گناہ اور لغزش وخطا، انسانی زندگی کا ایک عارضی وعبوری وقفہ ہوتی ہیں، جن میں انسان اپنی نادانی وسادگی، کوتاہ نظری، اور بعض اوقات نفس وشیطان کے بہکانے سے مبتلا ہو جاتا ہے، اور خیر وصلاح، گناہوں کا اعتراف واقرار اور ان پر ندامت اس کی اصل فطرت اور جوہر انسانیت ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور خشوع وخضوع اور گناہوں کے عدم ارتکاب کا عزم محکم انسان کی شرافت ونجابت کی دلیل اور حضرت آدمؑ کی میراث ہے۔

توبہ کا درجہ اور مقام

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مسلمان گناہگاروں کے سامنے (جو معصیت کی دلدل میں گلے گلے دھنسے اور ڈوبے ہوئے ہیں) توبہ کا وسیع دروازہ کھول دیا اور لوگوں کو اس کی طرف کھلے عام بلایا اور توبہ کی فضیلت اتنی تفصیل سے بتائی کہ اس کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپؐ نے دین کے اس رکن عظیم کو پھر سے زندہ واستوار کیا، اور اسی لئے آپکے دوسرے اسمائے گرامی کے ساتھ آپؐ کا ایک اسم شریف "نبی توبہ" بھی ہے، آپ نے توبہ کو ایک اضطراری وسیلہ ہی نہیں بتایا جس کے ذریعہ انسان تلافی مافات کر لیتا ہے بلکہ آپ نے توبہ کا مقام اتنا اونچا کیا کہ وہ افضل ترین عبادت اور تھوڑے سے وقت میں قرب وولایت کے انتہائی

www.abulhasanalinadwi.org

درجات تک پہنچنے کا آسان راستہ بنا دیا جس پر بڑے بڑے عابدوں، زاہدوں اور ان پاکیزہ نفوس کو بھی جو گناہوں سے محفوظ رہے ہیں، رشک آتا ہے۔

قرآن نے توبہ کی فضیلت و وسعت کو تفصیل سے بیان کیا ہے کہ اس کے ذریعہ انسان اپنے تصور میں آنے والے بڑے سے بڑے گناہ سے بھی پاک ہو جاتا ہے، اس بات کو قرآن نے بڑے دلکش انداز میں بیان کیا ہے اور عاصیوں، خطا کاروں اور نفس و شیطان سے ہارے ہوئے لوگوں کو اللہ کی پناہ میں آنے، اور اس کے سایۂ رحمت اور ظلِ عاطفت میں داخل ہونے کی دعوت عام دی ہے، اور اس کی رحمت کے امواج اور بے کراں سمندر کی (جو انفس و آفاق کو گھیرے ہوئے ہے) ایسی دلربا اور شوق انگیز تصویر پیش کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف حلیم و رحیم، جواد و کریم ہی نہیں بلکہ (اگر یہ کہنا صحیح ہو تو) وہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا، ان کا مشتاق رہتا اور ان کی محنت کی پوری قدردانی فرماتا ہے، آپ آئندہ آیت کی تلاوت کیجئے اور اس لطف و کرم اور اس مشفقانہ فضا کو محسوس کیجئے جو اس آیت کریمہ کو ڈھانکے ہوئے ہے:-

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا	آپ (میری طرف سے) کہہ دیجئے کہ
عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ	اے میرے بندو! جو اپنے اوپر زیادتیاں
رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ	کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو،
الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ	بے شک اللہ سارے گناہ معاف کر دے گا
هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (الزمر ۵۳)	بے شک وہ بڑا غفور ہے، بڑا رحیم ہے۔

اور اس سے بھی آگے ہم اس آیت میں محسوس کرتے ہیں، جہاں اللہ تعالیٰ نے

www.abulhasanalinadwi.org

اپنے نیک بندوں کی مختلف جماعتوں کا ذکر کیا ہے اور اس نورانی فہرست کی ابتدا ہی "تائبین" سے کی ہے:۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (التوبہ۔ ۱۱۲)

(وہ مجاہدین) توبہ کرتے رہنے والے ہیں، نیک باتوں کا حکم کرتے رہنے والے ہیں حمد کرتے رہنے والے ہیں روزہ رکھنے والے ہیں، رکوع کرتے رہنے والے ہیں، سجدہ کرتے رہنے والے ہیں، نیک باتوں کا حکم کرتے رہنے والے ہیں اور بری باتوں سے روکتے رہنے والے ہیں اور اللہ کی حدوں کا خیال رکھنے والے ہیں مؤمنین کو خوشخبری سنا دیجئے۔

تائبین کا اعزاز

یہ عزت افزائی، اور تائب بندہ کی گناہوں سے براءت اور اس پر اطمینان و اعتماد اس وقت اچھی طرح واضح ہو گیا جب قرآن نے ان تین ۳ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توبہ کے قبول ہونے کا اعلان کیا جو غزوۂ تبوک میں بغیر کسی صحیح و معقول عذر کے بچھڑ گئے اور مدینہ میں رہ گئے تھے تو قرآن نے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان مہاجرین و انصار کا ذکر کیا جو اس غزوہ

www.abulhasanalinadwi.org

میں شریک رہے تھے، پھر اس سے متصلاً ان تین بچھڑنے والوں کا ذکر کیا تاکہ وہ لوگ صرف اتنا محسوس نہ کریں کہ ان کی توبہ قبول ہوئی اور وہ گزر کر پھر مؤمنین طائعین کی صف میں شامل ہوگئے بلکہ وہ ذلت کے احساس اور سایہ سے بھی دور رہیں، اور ان میں احساس کمتری پیدا نہ ہونے پائے، ان صاحب ایمان و اخلاص گروہ پر (جس سے ایک لغزش سرزد ہوئی) قیامت تک کے لئے واضح ہوجائے کہ ان کا فطری مقام، مہاجرین و انصار کے صادقین اولین کی صفِ اول میں ہے، اس لئے شرم و عار کی کوئی وجہ نہیں۔

کیا ادیان و اخلاق اور اصلاح و تربیت کی تاریخ میں قبول توبہ تائب کے اکرام اور اس لُطف و عنایت اور محبت و شفقت کے ساتھ اس کا غم غلط کرنے کی اس سے زیادہ کوئی روشن و دلکش، دقیق و عمیق اور شیریں و لطیف مثال ملتی ہے؟ آیئے ان آیات کریمہ کی ایک بار پھر تلاوت کیجئے:۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ	بے شک اللہ نے نبی پر اور مہاجرین
وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ	اور انصار پر رحمت کے ساتھ توجہ
الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ	فرمائی، جنھوں نے نبی کا ساتھ تنگی
الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ	کے وقت میں دیا بعد اس کے کہ ان میں سے
قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ	ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل
عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ	ہوچلا تھا پھر (اللہ نے) ان لوگوں
رَّحِيْمٌ ۝ وَّعَلَي الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ	پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمادی،
خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ	بے شک وہ ان کے حق میں بڑا شفیق

www.abulhasanalinadwi.org

عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ	اور بڑی رحمت والا ہے اور ان
وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ	تینوں پر بھی (توجہ فرمائی) جن کا معاملہ
وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ	ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا، یہاں تک کہ
اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ	جب زمین ان پر باوجود اپنی فراخی
لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ	کے تنگی کرنے لگی، اور وہ خود اپنی جانوں
الرَّحِيْمُ ؁	سے تنگ آگئے، اور انھوں نے سمجھ لیا کہ
(التوبہ - ١١٧ - ١١٨)	اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز
	اس کی طرف کے پھر اس نے ان پر
	رحمت سے توجہ فرمائی تاکہ وہ رجوع کرتے
	رہا کریں، بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے
	والا بڑی رحمت والا ہے۔

پھر قرآن نے ایک عام اصول کے طور پر اعلان کیا کہ اللہ کی رحمت ہر شے سے بڑی ہے، اور اس کو اس کے غضب وجلال پر سبقت حاصل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ	اور میری رحمت تو ہر چیز پر پھیلی ہوئی
(الاعراف - ١٥٦)	ہے۔

ایک حدیث قدسی میں آیا ہے:۔

ان رحمتی سبقت غضبی۔	میری رحمت کو میرے غضب پر سبقت
(روایت مسلم)	حاصل ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن نے مایوسی کو کفر و جہالت اور ضلالت کے مرادف قرار دیا اور یعقوب علیہ السلام کی زبان سے اسے بیان کیا کہ:۔

اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف ۸۷)

اللہ کی رحمت سے مایوس تو بس کافر ہی لوگ ہوتے ہیں۔

اور دوسری جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے:۔

وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ۝ (الحجر۔ ۵۶)

اپنے رب کی رحمت سے گمراہ ہی لوگ مایوس ہوتے ہیں۔

انسانیت کے لئے رحمت و بشارت

اس طرح نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توبہ کی کھلی ہوئی اور عام دعوت، اور اس کے فضائل اور اس کی وسعتوں کو بیان کرکے اس خوف زدہ انسانیت کو تسلی دی جو یاس و قنوط کے بوجھ تلے کراہ رہی تھی اور عتاب و عذاب کی وعیدوں اور غضب و جلال کے مظاہر سے اس پر لرزہ طاری تھا (اور اس احساس کو فروغ دینے میں علمائے یہود، شارحین کتب مقدسہ، اور غالی مسیحی علماء اور مذہبی پیشواؤں کا زیادہ حصہ تھا)

آپؐ نے انسانیت اور زندگی کو خود ایک نئی اور خوشگوار زندگی مہیا کی، اور اس کے کمزور اور بیٹھے ہوئے دل اور اس کے ٹھنڈے ہوتے ہوئے جسم میں ایک نئی روح اور نئی حرارت پیدا کر دی، اس کے زخموں پر پھایہ رکھا، اور اسے زمین کی پستی سے اٹھا کر، عزت و سیادت، اعتماد و خودداری اور اعتماد علی اللہ کے اَوجِ ثریا پر پہنچا دیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

دین و دنیا کا اجتماع اور متحارب و متضاد طبقات کی وحدت

دو نیم انسانیت، اور میدان جنگ دنیا!

قدیم مذاہب اور خاص طور پر مسیحیت نے انسانی زندگی کو دو حصوں میں بانٹ رکھا تھا، جس میں ایک دین کے لئے اور دوسرا دنیا کے لئے مخصوص تھا، اسی طرح اس کرۂ ارضی کو بھی دو کیمپوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا، ایک کیمپ دینی لوگوں کا تھا، اور دوسرا دنیا داروں کا تھا، اور یہ دونوں کیمپ صرف الگ ہی نہ تھے، بلکہ ان کے درمیان ایک بڑی خلیج حائل تھی، دونوں کے درمیان آہنی دیوار کھڑی تھی، اور دونوں میں پنجۂ آزمائی اور رسہ کشی جاری تھی، ہر ایک کا یہ عقیدہ تھا کہ دین و دنیا کے درمیان ازلی دشمنی ہے، اس لئے اگر کوئی ایک سے تعلق رکھتا ہے تو اس کے لئے دوسرے سے قطع تعلق بلکہ اس کے خلاف جنگ لازمی ہے، کیونکہ ان کے کہنے کے مطابق بیک وقت دو کشتیوں میں سوار نہیں ہو سکتے ہیں، اور معاشی جدّ و جہد اور خوشحالی دار آخرت اور خالق کائنات سے غفلت برتے بغیر نہیں حاصل کی جا سکتی، اسی طرح حکومت و سلطنت کو دینی و اخلاقی تعلیمات اور خوفِ خدا سے الگ رکھ کر ہی

www.abulhasanalinadwi.org

باقی رکھا جا سکتا ہے اور دوسری طرف مذہبی زندگی رہبانیت اور دنیا وما فیہا سے قطع تعلق کے بغیر نہیں گذاری جا سکتی۔

اس طریقِ فکر کا قدرتی نتیجہ!

یہ ایک معلوم اور طے شدہ بات ہے کہ انسان فطرتاً سہولت پسند واقع ہوا ہے، اور جو مذہب بھی مباح چیزوں سے استفادہ، ترقی اور عزت وقوت اور حکومت کے حصول کی اجازت نہیں دیتا وہ زیادہ تر نوعِ بشر کے لئے سازگار نہیں ہوتا، اور عقلِ سلیم سے کشمکش اور انسان کے فطری تقاضوں پر پابندی کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اس کے نتیجے میں ذہنی وعلمی صلاحیت کے مالک لوگوں کی بڑی تعداد نے دنیا کو دین پر ترجیح دی اور وہ اسے ایک معاشرتی ضرورت اور حقیقت واقعہ سمجھ کر مطمئن ہوگئے اور اسی زندگی کی آرائشگی و ترقی اور اس سے لطف اندوزی میں لگ گئے، اور دینی وروحانی ترقی کو نظر انداز کر دیا، اکثر لوگوں نے جنھوں نے دین کو ترک کیا، انھوں نے دین ودنیا کے تضاد وتناقض کو مُسلّمہ حقیقت سمجھ کر لیا، اور دینی قیادت رکھنے والے طبقے نے کلیسا کے خلاف بغاوت کر دی، جو دین کا نمائندہ تھا، اور اس نے اپنے کو تمام پابندیوں سے آزاد کر لیا، جس کے نتیجے میں منطقی طور پر حکومتیں بھی اس مست ہاتھی کی طرح ہوگئیں جو زنجیریں تڑا چکا ہو، یا اس اونٹ کی مانند جو بے مہار ہو چکا ہو، دین ودنیا کے درمیان اس بدترین جدائی اور "دیندار" "دنیادار" لوگوں کی اس غیر ضروری دشمنی نے الحاد وبے دینی کا دروازہ چوپٹ کھول دیا، جس کا پہلا شکار یورپ اور اس کے بعد وہ ممالک ہوئے، جو فکر ونظر

www.abulhasanalinadwi.org

اور علم و ثقافت کے میدان میں اس کے مقلد یا اس سے متأثر تھے۔

اس صورتِ حال کو مسیحی انتہا پسندوں نے اور ابتر کر دیا، جو فطرت بشری کو روحانی تزکیہ اور قربِ الٰہی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے تھے، اور جنھوں نے اسے گمراہ کرنے اور سخت ترین احکام اور ظالمانہ تعلیمات کے ذریعہ اسے سزا دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی[1]، انھوں نے دین کو ایسی وحشتناک اور نفرت انگیز شکل میں پیش کیا تھا جس سے اس کے ماننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

اس کے نتیجہ میں آخر کار دین کا حلقۂ اثر سمٹنے لگا، اور نفسانیت و ہوی پرستی (اپنے وسیع معنوں میں) اپنے عروج پر پہنچ گئی، اور دنیا دو متضاد پہلوؤں کے درمیان ڈولنے لگی پھر (دینی احساس کی کمزوری کے سبب) لادینیت اور عمومی اخلاقی انتشار کے عمیق گڑھے میں گر گئی[2]۔

دینِ وحدت، اور اس کی جامعیت!

یہ بعثت محمدیؐ کا بہترین تحفہ اور اس کا ایک بڑا احسان، اس کا یہ عالمگیر اعلان تھا کہ اعمال و اخلاق کی اساس کی دریافت ہی انسان کا مطلوب نصب العین ہے، اور جسے شریعت نے ایک مفصّل و بسیط مگر وسیع و محیط لفظ "نیت" سے تعبیر کیا ہے۔

"إنما الأعمال بالنّيات وإنما لكلّ امرئٍ ما نوى"[3] (اعمال کا دارومدار

---

[1] تاریخ اخلاق یورپ جلد دوم از لیکی (LECKY) [2] تفصیل کے لئے دیکھئے ڈریپر کی کتاب (CONFLICT BETWEEN RELIGION & SCIENCE)

[3] بخاریؒ۔ الجامع الصحیح۔ کتاب الوحی۔

www.abulhasanalinadwi.org

نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی) ہر وہ کام جو انسان اللہ کی مرضی کے لئے خلوص کے ساتھ، اور اس کے حکم کی بجاآوری کے خیال سے کرتا ہے، وہ اس کے لئے قرب الٰہی اور یقین کے اعلیٰ طبقات اور ایمان کے بلند درجات تک رسائی کا ذریعہ بنتا ہے، اور یہی وہ دین خالص ہے جس میں کوئی دنیوی شائبہ بھی نہیں ہوتا، اس میں ہر طرح کے کام داخل ہیں، مثلاً جہاد و قتال، حکومت و انتظام، دنیوی لذتوں سے استفادہ، طبعی تقاضوں کی تکمیل، روزی کی طلب، جائز و مباح تفریح اور عائلی و ازدواجی زندگی اور ہر عبادت اور دینی خدمت۔

اس کے برعکس یہی چیزیں اس وقت "دنیاداری" میں داخل ہو جاتی ہیں، جب ان میں رضائے الٰہی کی اور اس کے حکموں کی پیروی کی نیت نہ شامل ہو، بلکہ ان کا مقصود غیر اللہ اور اُن پر غفلت اور آخرت فراموشی کا پردہ پڑا ہو، ایسی حالت میں فرض نمازیں، ہجرت و جہاد، ذکر و تسبیح بھی دنیوی عمل بن جاتی ہیں، اور ان پر عمل کرنے والے آدمی اور عالم و مجاہد اور داعی کے لئے وہ بجائے ثواب کے وبال جان اور اس کے اور خدا کے درمیان حجاب بن جاتی ہیں۔

مسیحی یورپ میں دین و دنیا اور ریاست و کلیسا کی کشمکش!

قرون وسطیٰ میں عیسائی دنیا ایک خوں ریز کشمکش میں مبتلا تھی، ایک طرف کلیسا تھا، جو دین کا نمائندہ تھا، اور اس کی بنیاد "رہبانیت" پر تھی، دوسری طرف حکومت تھی، جو جاہ و جلال کا مظہر اور اس کا ذریعہ تھی، ان کے درمیان ایسی رسہ کشی ہوئی کہ بالآخر دین و سیاست الگ الگ ہو گئے، جس کا نتیجہ سب کو معلوم ہے، اور دنیا اب تک

www.abulhasanalinadwi.org

اس کی سزا بھگت رہی، اور اس راستہ میں ٹھوکریں کھا رہی ہے۔

علامۂ اقبالؔ نے اس تاریخی حقیقت کی بڑی واضح تصویر پیش کی ہے، وہ اپنی ایک فکر انگیز نظم "دین وسیاست" میں کہتے ہیں ؎

کلیسا کی بُنیاد رہبانیت تھی — سماتی کہاں اس فقیری میں میری
خصومت تھی سلطانی و راہبی میں — کہ وہ سربلندی ہے یہ سربزیری
سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا — چلی کچھ نہ پیرِ کلیسا کی پیری
ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی — ہوس کی امیری ہوس کی وزیری
دوئی ملک و دیں کے لئے نامرادی — دوئی چشم تہذیب کی نابصیری
یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا — بشیری ہے آئینہ دارِ نذیری

اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہوں ایک جنیدیؒ و اردشیری[1]

فصل کے بجائے وصل!

سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابدی آثار میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے دین ودنیا کے مابین اس وسیع خلیج کو پاٹ دیا، اور ان دونوں متحارب کیمپوں کو (جو ایک زمانہ سے ایک دوسرے سے برسرِپیکار اور کھلی دشمنی اور مسلسل نفرت کا شکار تھے) صلح صفائی اور محبت کے ساتھ آپس میں ملا دیا، اور امن و اتحاد کے ساتھ جینا سکھا دیا، اپنے اس کارنامے کی روشنی میں آپؐ "رسولِ وحدت" اور

---

[1] بالِ جبریل۔

www.abulhasanalinadwi.org

بیک وقت "بشیر ونذیر" نظر آتے ہیں، آپ نے نوعِ بشری کو دو جنگ آزما محاذوں سے اٹھا کر ایمان واحتساب انسان نوازی، اور اللہ کی رضا جوئی کے محاذ پر لگا دیا، اور ہمیں یہ جامع، معجز نما، اور وسیع المعنیٰ دعا سکھا دی :۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً	ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی
وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا	نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت
عَذَابَ النَّارِ ہ (البقرۃ۔ ۲۰۱)	بخش، اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

آپ نے اس قرآنی آیت کے ذریعہ اعلان کیا کہ :۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ	کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت
وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ	اور میرا جینا اور میرا مرنا، سب
(الانعام۔ ۱۶۲)	خدائے رب العالمین ہی کے لئے ہے۔

پوری زندگی عبادت اور کائنات عبادت گاہ!

مومن کی زندگی متفرق اور متضاد اکائیوں کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ ایسی وحدت کاملہ ہے جس میں عبادت واحتساب کی روح کارفرما ہے، اور اللہ پر ایمان اور اس کی اطاعت کا جذبہ اس کی قیادت کرتا ہے، اور وہ زندگی کے تمام شعبوں و جہدوعمل کے سارے میدانوں اور سبھی قسموں کو شامل ہے، بشرطیکہ وہ اخلاص، صدق نیت، رضائے الٰہی، اور انبیاء کے طریقے پر ہوں۔

یہ بات اس حقیقت کو روشن کرتی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم، وحدتِ کاملہ اور اتحادِ تام کے رسول، اور بیک وقت انسانیت کو (حسنِ عمل پر) اچھے مستقبل کی

www.abulhasanalinadwi.org

بشارت دینے والے اور (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے اور نذیر ہیں آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے دین و دنیا کی علاحدگی کے نظریے کو حرف غلط بنا کر پوری زندگی کو عبادت، ساری روئے زمین کو سجدہ گاہ بنا دیا، اور انسان کو متحارب و متصادم چھاونیوں سے نکال کر عمل صالح، خدمتِ انسانیت، اور اللہ کی رضا طلبی کے وسیع اور متحدہ محاذ پر لا کھڑا کیا، جہاں کے بادشاہ آپ کو فقیروں کی گدڑی میں، عابد و زاہد، ملوک و امراء کی پوشاک میں نظر آئیں گے، جو حلم و برداشت کے پہاڑ، علم و حکمت کے سرچشمے، رات کے عبادت گذار اور دن کے شہسوار ہوں گے اور ان کی شخصیت میں کوئی تضاد اور بے اعتدالی نظر نہ آئے گی۔

www.abulhasanalinadwi.org

دین و علم کے درمیان ایک مقدس دائمی رشتہ کا قیام و استحکام ایک کی قسمت کو دوسرے کی قسمت سے وابستہ کرنا

ایک مقدس دائمی رشتے کا قیام!

سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابدی احسانات اور آپ کی بعثت و دعوت کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے دین و علم کے درمیان ایک مقدس دائمی رشتہ و رابطہ پیدا کر دیا اور ایک دوسرے کے مستقبل اور انجام کو ایک دوسرے سے وابستہ کر دیا، اور علم کی ایسی عزت افزائی کی اور اس کا ایسا شوق دلایا جس پر کوئی اضافہ نہیں کیا جا سکتا، جس کے طبعی نتیجہ میں اسلامی تاریخ میں ایسی علمی و تصنیفی تحریک پیدا ہوئی کہ دین اور آسمانی پیغام کے تحت قائم ہونے والی تہذیبوں اور دوسرے زمانوں میں ان کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

اس کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی پہلی وحی میں خالقِ کائنات نے نوعِ بشری کو علم عطا کرنے کے احسان کا ذکر کیا ہے، اور اسی میں قلم کو اس کا عظیم وسیلہ قرار دیا، جس سے علم کا تاریخی سفر وابستہ ہے، اور جس سے تصنیف و تعلیم کی عالمگیر تحریک جاری ہوئی، اور علم ایک فرد سے دوسرے فرد،

www.abulhasanalinadwi.org

ایک قوم سے دوسری قوم، ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ اور ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچتا رہا، دنیا میں علم کی اشاعت اور انسانی ضرورت کے مطابق اس کی عمومیت کا فخر اسی کو حاصل ہے، اور اس کی گردش و جنبش سے مدارس و جامعات اور علمی اداروں اور کتب خانوں کی دنیا آباد ہے۔

جہاں تک بشری قرائن و قیاسات کا تعلق ہے اس بات کا کوئی تاریخی و عقلی قرینہ نہ تھا کہ پہلی وحی کے ذیل میں (قلم) کا ذکر بھی آسکتا ہے! کیونکہ یہ وحی ایک امّی انسان پر ایک اَن پڑھ قوم کے درمیان اور ایک پسماندہ علاقہ میں نازل ہو رہی تھی، جہاں وہ پارۂ چوب جس کا نام (قلم) ہے، سب سے زیادہ نادر و نایاب شئے کی حیثیت رکھتا تھا، اسی لئے عربوں کا لقب ہی (اُمّیین) پڑ گیا تھا۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ	وہی تو ہے جس نے اُمّی لوگوں میں
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ	انھیں میں سے ایک پیمبر بھیجا جو ان کو
وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ	اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور
وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ	انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب
لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ	و حکمت کی باتیں سکھاتا ہے
(الجمعۃ ـ ۲)	دراں حالیکہ یہ لوگ پہلے سے کھلی
	ہوئی گمراہی میں تھے۔

قرآن نے یہودیوں کا قول نقل کیا ہے جو مدینہ میں عربوں کے پڑوسی تھے، اور ساتھ رہنے کے سبب ان سے بخوبی واقف تھے، وہ کہتے تھے کہ:۔

لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ	ہمارے اوپر اُمّیوں (ان پڑھ عربوں)

www.abulhasanalinadwi.org

سَبِیْلٌ ج   (آلِ عمران۔۷۵)   کے باب میں کوئی ذمہ داری ہی نہیں۔

اور اس امت میں بھی وہ رسول ﷺ (جن پر وحی نازل کی جارہی تھی) امیّت کاملہ سے ممتاز ہوئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا	اور اسی طرح ہم نے آپ کے پاس
مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِىْ	وحی یعنی اپنا حکم بھیجا ہے، آپ کو
مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ	نہ یہ خبر تھی کہ کتاب کیا چیز ہے
جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ	اور نہ یہ کہ ایمان (کیا چیز ہے)
مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ	لیکن ہم نے اس (قرآن) کو نور
لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ	بنا دیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے
(الشوریٰ۔۵۲)	ہم ہدایت کرتے ہیں، بندوں میں سے
	جس کو چاہتے ہیں، اور اس میں کوئی
	شک نہیں کہ آپ راہ راست ہی
	کی ہدایت کر رہے ہیں۔

دوسری جگہ فرماتا ہے :۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ	اور آپ تو اس (قرآن) سے قبل
مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ	نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے، اور
اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝	نہ اسے (یعنی کوئی کتاب) اپنے
(العنکبوت۔۴۸)	ہاتھ سے لکھ سکتے تھے، ورنہ یہ ناحق
	شناس لوگ شبہ نکالنے لگتے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایک غیر متوقع آغاز!

غارِ حرا میں نبی امّی ؐ پر یہ پہلی وحی اترتی ہے (جبکہ چھ سو سالؔ کے طویل وقفہ کے بعد زمین کا آسمان سے بلکہ آسمان کا زمین سے وحی و نبوت کے ذریعہ رابطہ قائم ہوا تھا) تو اس میں عبادت کا حکم اور اللہ کی معرفت اور اطاعت وغیرہ کوئی ایجابی، یا بُتوں کے ترک کرنے یا جاہلیت اور اس کے عادات واطوار پر نکیر جیسی کوئی سلبی بات نہیں کہی گئی، اگرچہ یہ سب باتیں اپنی جگہ پر اہم تھیں اور اپنے اپنے موقعہ پر ان کی وضاحت و تبلیغ کی گئی، بلکہ کلمۂ (اِقْرَأْ) سے اس وحی کا آغاز ہوا۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ (العلق۔ ۱۔ ۵)	آپ پڑھئے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا کیا ہے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے، آپ قرآن پڑھا کیجئے، اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی ہے (جس نے) انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دیدی جنھیں وہ نہیں جانتے تھے۔

اس طرح یہ تاریخی واقعہ ظہور پذیر ہوا جس نے مؤرخین و مفکرین کے غور و فکر

لہ یہ طویل مدت سیدنا عیسیٰ علیہ و علی نبینا الصلاۃ والسلام کی نبوت پر گزری تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے لئے نئے اور وسیع آفاق مہیا کئے، اور یہ اس حقیقت کا بلیغ اور واضح اشارہ تھا کہ اس نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ انسانیت اور مذاہب کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوگا، جو وسیع و عمیق معنوں میں قرأت (خواندگی) اور پڑھنے لکھنے کا وسیع و ترقی یافتہ دور اور علم کی حکمرانی کا عہد زریں ہوگا، اور علم و دین دونوں مل کر نئی انسانیت کی تشکیل و تکمیل کریں گے۔

مگر اس (علم و تعلّم) کا آغاز اس نبوت کی آغوش میں اور اس مالک کے نام سے ہوگا (جس نے اس کائنات اور انسان کو پیدا کیا ہے) تاکہ وہ اللہ کے یقین اور اس کی صحیح معرفت کے رنگ میں رنگا ہوا اور اس کی روشنی و نگرانی میں اپنا سفر جاری رکھ سکے، اس لئے فرمایا:۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴿۱﴾	آپ پڑھئے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا کیا ہے۔

اس کے ساتھ انسان اپنی حقیقت اور خلقت کو بھی جانتا ہو تاکہ (اپنی ہستی کو نہ بھولے اور حد سے نہ بڑھے، اور علم و عقل، صنعت و حرفت اور تسخیر کائنات کے سلسلے میں اپنی فتوحات سے دھوکہ نہ کھائے، اس لئے فرمایا:۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾	جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔

پھر قلم کی عزت افزائی کی اور اس کی قدر و قیمت بڑھائی، اور علم و قرأت اور تعلیم و تربیت کے میدان میں اس کے کارنامے کا ذکر کیا، جس کا مکہ اور جزیرۃ العرب

www.abulhasanalinadwi.org

میں جاننا آسان نہ تھا جہاں وہ صرف چند آدمیوں ہی کے پاس تھا[۱] اسی لئے جزیرۃ العرب میں پڑھے لکھے شخص کو "الکاتب" کہا جاتا تھا، اسی سیاق میں فرمایا گیا:-

اَلَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ   جس نے کہ قلم کے ذریعے سے تعلیم دی۔

پھر انسان کی اس صلاحیت کی طرف اشارہ کیا گیا کہ وہ دینی و کائناتی حقائق علوم و صنائع انکشافات و ایجادات کی جدید ترین معلومات حاصل کر سکتا ہے اور اپنے علم کے حدود بڑھا سکتا ہے، مگر ان سب کا ماخذ و مصدر تعلیم الٰہی اور انسان کی ایسی تخلیق ہے کہ وہ مجہول کو معلوم اور مفقود کو موجود کر سکے، اس لئے فرمایا گیا:-

عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ   انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دے دی جنھیں وہ نہیں جانتا تھا۔

دین کے مزاج کا تعین!

یہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل شدہ پہلی وحی اور سلسلۂ وحی کا نقطۂ آغاز تھا جس کا بعد کے تمام مرحلوں اور اس مزاج کی تعیین میں خاص دخل ہوتا ہے، اور علم و فن، دعوت و تحریک یا مکتبِ فکر پر حاوی ہوتا ہے، چنانچہ اس دین اسلام

---

[۱] قریش میں صرف سترہ آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے، جیسا کہ مشہور عرب فاضل ابن عبد ربہ نے اپنی مشہور کتاب "العقد الفرید" میں لکھا ہے، ملاحظہ ہو ۴/۲۴۲ نیز "فتوح البلدان" بلاذری ۴۷۵، بعض لوگوں نے اس سے زیادہ تعداد بھی بتائی ہے، مگر وہ بھی بہرحال محدود ہی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور علم و حکمت کی دائمی رفاقت و ہم سفری رہی ہے' اور یہ دین ہمیشہ تحصیل علم کے انسانی جذبہ اور ان نئی مشکلات کے (جو نسل و عقل انسانی اور ایک صالح تمدن کو درپیش ہوتی ہیں) حل کرنے کی صلاحیت و قدرت کا ساتھ دیتا رہا ہے، وہ علم سے کبھی بیزار اور عقل کے عمل دخل سے کبھی خائف نہیں ہوا۔

علم و آگہی سے خائف مذاہب!

کچھ مذاہب ایسے بھی ہیں جو علم کی موت میں اپنی زندگی، اور اس کی شکست میں اپنی فتح محسوس کرتے ہیں' ان کی مثال اس حکایت سے سمجھ میں آتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ایک بار مچھروں نے حضرت سلیمانؑ سے تیز ہوا کی شکایت کی کہ ہوا ہم پر بہت ظلم ڈھاتی ہے' اور ہم اس کے ہوتے موجود نہیں رہ پاتے اور اس کے چلتے ہی ہم کو بھاگنا پڑتا ہے' اس پر سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ "مدعیٰ علیہ کو حاضر ہونا چاہیئے چنانچہ ہوا کو بلایا گیا، مگر اس کے آتے ہی مچھر غائب ہوگئے، اس پر فرمایا کہ ہم مدعی کی غیر موجودگی میں کیسے فیصلہ کریں؟ یہی حال بہت سے مذاہب کا ہے' ہندوستان کے بعض قدیم مذاہب اور ان کے متعدد پیشواؤں کے طرز عمل بھی اس کی متعدد شہادتیں فراہم کرتے ہیں۔

یورپ میں عیسائی کلیسا اور علم کی نزاع و کشمکش کا قصہ تو بہت مشہور ہے اور امریکی مصنف ڈریپر کی کتاب (CONFLICT BETWEEN RELIGION & SCIENCE) تاریخی دستاویزوں پر مشتمل بڑی معلومات افزا کتاب ہے[1]، یورپ کے قرون وسطیٰ میں قائم ہونے والے تفتیشی محکموں اور تحقیقی عدالتوں (COURTS OF INQUISITION) اور کلیسا کے کشتگان ستم

---

[1] ملاحظہ ہو معرکۂ مذہب و سائنس۔ از ڈریپر۔ ترجمہ مولانا ظفر علی خاں بی۔اے (علیگ) مدیر "زمیندار" لاہور

www.abulhasanalinadwi.org

کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے، ان لرزہ خیز سزاؤں سے جو ان عدالتوں نے تجویز کیں آج بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مسیحی اعتقادات کی جانچ کی یہ مذہبی عدالتیں (COURTS OF INQUISITION) جو رومن کیتھولک کلیسا کی جانب سے عہدِ وسطیٰ میں اٹلی، اسپین، جرمنی، اور فرانس میں قائم کی گئی تھیں، الحاد کے الزام میں گرفتار افراد کو سفاکانہ سزائیں دینے کے لئے مشہور تھیں، اسپین میں عربوں کے زوال کے ساتھ ۱۴۹۰ء میں ان عدالتوں کا نظم ونسق حکومت نے سنبھال لیا تھا، سترہویں صدی سے ان کا زوال شروع ہوا، نپولین نے ۱۸۰۸ء میں انھیں فتح کرنے کی کوشش کی لیکن ۱۸۱۴ء میں یہ پھر قائم ہو گئیں، اور ۱۸۳۴ء تک کسی نہ کسی شکل میں چلتی رہیں، یہ کہنا مشکل ہے کہ کل کتنے لوگ ان عدالتوں کی بھینٹ چڑھے لیکن ایسے لوگوں کی تعداد لاکھوں تک پہونچتی ہے۔

قرآن نے نازل ہو کر علم کو ایسا عزّ ووقار بخشا اور علماء کی ایسی قدر ومنزلت بڑھائی جس کی سابقہ صحیفوں اور قدیم مذہبوں میں کوئی نظیر نہیں ملتی اور اس نے علم وعلماء کی ایسی تعریف کی جس کے ذریعہ اس نے انھیں انبیاء علیہم السلام کے درجہ کے نیچے اور تمام بشری درجات وطبقات کے اوپر پہنچا دیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا	اللہ کی گواہی ہے کہ کوئی معبود نہیں
هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ	ہے بجز اس کے اور فرشتوں اور
قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	اہل علم کی (بھی گواہی یہی ہے) اور
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (آل عمران ۔ ۱۸)	وہ عدل سے انتظام رکھنے والا معبود ہے

کوئی معبود نہیں بجز اس زبردست حکمت والے کے۔

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ۝ (طٰه - ۱۱۴)	آپ کہئے کہ اے میرے پروردگار بڑھادے میرے علم کو۔
قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ط (الزمر - ۹)	آپ کہئے کہ کیا علم والے اور بے علم کہیں برابر بھی ہوتے ہیں۔
یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط (المجادلہ - ۱۱)	اللہ تم میں ایمان والوں کے اور ان کے جنھیں علم عطا ہوا ہے درجے بلند کرے گا۔
اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (فاطر - ۲۸)	اللہ سے ڈرتے تو بس وہی بندے ہیں جو علم والے ہیں۔

حدیث نبوی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ چند اقوال کافی ہیں:۔

فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم۔[1]	عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ انسان پر ہے۔
إنّ العلماء ورثة الأنبياء وإنّ الأنبياء لم يورّثوا ديناراً ولا درهمًا وانما ورثوا	علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کرام ؑ نے دینار و درہم نہیں بلکہ یہ علم ہی میراث میں چھوڑا ہے

---

[1] ترمذی نے اسے حدیث حسن کہا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

هٰذا العلم فمن اخذہ اخذ — تو جس نے اسے حاصل کیا، اس نے
بحظ وافر[1] — بڑا حصہ پایا۔

علم کی اس قدر افزائی اور ترغیب کے نتیجہ میں تاریخ اسلام میں ایسا علمی نشاط بلکہ ایسا جوش وجذبہ اور علم کے لئے فدائیت وفنائیت کا ولولہ پیدا ہوا، جس کے نتیجے میں اس عالمی وابدی علمی تحریک نے سب سے بڑی زمانی ومکانی مسافت طے کی، اور اس کی معنوی مسافت تو ان دونوں سے بھی بڑھی ہوئی ہے[2]۔

مشہور فرنچ مصنف ڈاکٹر لیبان اپنی مشہور کتاب (تمدن عرب) میں لکھتا ہے:۔

"عربوں نے جو مستعدی تحصیل علم میں ظاہر کی، وہ فی الواقع حیرت انگیز ہے، اس خاص امر میں بہت سی اقوام ان کے برابر ہوئی ہیں لیکن بمشکل کوئی ان سے بازی لے جاسکی، جب وہ کسی شہر کو لیتے تو ان کا پہلا کام وہاں مسجد اور مدرسہ بنانا ہوا کرتا، بڑے شہروں میں ان کے مدارس

---

[1] ابوداؤد وترمذی [2] ان مسافتوں اور علمی موضوعات کے تنوع کو جاننے کے لئے ان کتابوں سے رجوع کریں، جو مختلف زبانوں میں علمائے اسلام کی کتابوں کے تذکرے پر مشتمل ہیں، بطور مثال چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

الفہرست، ابن الندیم۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ چلپی۔ معجم المصنفین۔ علامہ محمود حسن ٹونکی (یہ کتاب ۶۰ جلدوں میں بیس ہزار صفحات اور چالیس ہزار مصنفین کے حالات کو محیط ہے) الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند، مولانا سید عبدالحی حسنی (طبع دمشق) تاریخ ادب عربی، بروکلمان۔ تاریخ التراث العربی، فوادسزگین وغیرہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہمیشہ بکثرت ہوتے تھے۔

بنجمن دلی تو ویل جو ۱۱۷۳ء میں مرا ہے بیان کرتا ہے کہ اس نے اسکندریہ میں بیس ۲۰ مدرسے دیکھے۔

علاوہ عام مدارس تعلیمی کے، بغداد، قاہرہ، طلیطلہ، قرطبہ وغیرہ بڑے شہروں میں دار العلوم تھے، جن میں علمی تحقیقات کے کارخانے، رصد خانے، عظیم الشان کتب خانے غرض کل مصالح علمی تحقیقات کا موجود تھا، صرف اندلس میں ستر عام کتب خانے تھے۔

مؤرخین عرب کے اقوال کے بموجب الحاکم ثانی کے کتب خانہ میں جو قرطبہ میں تھا چھ ۶ لاکھ جلدیں تھیں، جن میں سے چوالیس ۴۴ جلدوں میں صرف فہرست کتب تھی، اس کے متعلق کسی نے بہت درست کہا ہے کہ "چار ۴۰۰ سو برس بعد جب چارلس عاقل نے فرانس کے شاہی کتب خانہ کی بنا ڈالی تو وہ نوسو ۹۰۰ جلدوں سے زیادہ نہ جمع کر سکے، اور ان میں سے کتب مذہبی کی ایک پوری الماری بھی نہ تھی"[۱]

علمی منتشر اکائیوں میں وحدت و ربط!

علم کے صحیح مقصد کی طرف رہنمائی اور اسے مثبت تعمیری و مفید اور ذریعۂ یقین بنانے کے سلسلے میں بعثت محمدی اور دعوت اسلامی کے رول کی اس سے زیادہ اہمیت اور قدر و قیمت ہے جو اس نے علمی تحریک کی فعالیت

---

[۱] "تمدن عرب" اردو ترجمہ از سید علی بلگرامی ص ۹۹-۳۹۸

www.abulhasanalinadwi.org

وسعت کے سلسلے میں ادا کیا ہے۔

علم کی کڑیاں بکھری ہوئی بلکہ بسا اوقات متضاد تھیں، علم طبیعات و حکمت دین سے برسر پیکار تھے، حتیٰ کہ ریاضی و طب جیسے معصوم علم کے ماہرین بھی بعض اوقات سلبی و الحادی نتیجے نکالتے تھے، چنانچہ یونان کے علماء (جنھوں نے کئی صدیوں تک فلسفہ و ریاضیات میں اپنا امتیاز قائم رکھا تھا) یا تو مشرک تھے یا ملحد تھے، اور یونان کے علوم اور مدارس فکر دین کے لئے خطرہ اور ملحدین کے لئے سند اور نمونہ بنے ہوئے تھے، اس صورتِ حال میں یہ اسلام کا بڑا احسان تھا کہ اس نے ایسی وحدت قائم کی جو تمام علمی اکائیوں کو مربوط کر دیتی تھی، اور اس کے لئے ایسا کرنا اس لئے آسان ہو سکا کہ اس کا علمی سفر صحیح نقطۂ آغاز (STARTING POINT) سے ہوا تھا، اس نے اسے اللہ پر ایمان، اس سے مدد طلبی، اور اس پر اعتماد کے ذریعہ اور "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ" کی تعمیل میں شروع کیا تھا، اور آغاز کی صحت اکثر اوقات انجام کی صحت و خیریت کی ضمانت ہو جاتی ہے، اسلام نے قرآن و ایمان کے فیض و فضل سے ایسی وحدت کا انکشاف کیا جو تمام وحدتوں کو مربوط کر دیتی ہے، اور وہ وحدت اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت ہے جس کے بارہ میں اللہ نے اپنے مومن بندوں کی تعریف کی ہے:-

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ	اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش
وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ	میں غور کرتے رہتے ہیں، اے ہمارے
هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا	پروردگار! تو نے یہ (سب) لایعنی
عَذَابَ النَّارِ ۝ (آل عمران۔۱۹۱)	نہیں پیدا کیا ہے تو پاک ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

سو محفوظ رکھ ہم کو دوزخ کے عذاب سے

زمانۂ ماسبق میں کائناتی وحدتیں (یعنی اس کے مظاہر اور حوادث و تغیرات) انسان کو متضاد نظر آتے اور اسے حیرت و اضطراب میں ڈالتے تھے اور کبھی کفر و الحاد اور خالق عالم اور مدبر کائنات کے اوپر طعن و اعتراض تک پہنچا دیتے تھے، اسے دیکھتے ہوئے ایمان و قرآن پر مبنی "اسلامی علم" نے دنیا کو ایسی وحدت عطا کی جو کائناتی وحدتوں کو جمع کر دیتی ہے، اور وہ اللہ کا غالب ارادہ اور اس کی حکمتِ کاملہ ہے۔

ایک بڑے جرمن عالم ہیرالڈ ہوفڈنگ (HARALD HOFFDING) اس وحدت کی دریافت اور انسانی زندگی اور علم و اخلاق کے تاریخی سفر میں اس کے مؤثر کردار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"ہر مذہب کا ایمان توحید پر ہے جس کا نظریہ یہ ہے کہ کائنات کی ہر شے کی علتِ وجود ایک ہی ہے (اس فکر سے لازمی طور پر پیش آنے والی مشکلات سے قطع نظر) یہ ایمان و اعتقاد فطرت انسانی پر بڑا مفید اور اہم اثر مرتب کرتا ہے، اور اس کے ماننے والوں کے لئے یہ عقیدہ رکھنا آسان ہو جاتا ہے کہ (بعض اختلافات و تفصیلات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے) عالم کی تمام چیزیں ایک قانونی وحدت میں منسلک ہیں کیونکہ علت کی وحدت، قانون کی وحدت کا بھی تقاضا کرتی ہے۔

ازمنۂ وسطیٰ کے دینی فلسفہ نے کثرت میں وحدت کا تصور لوگوں کے ذہنوں میں بٹھا دیا جس سے غیر مہذب انسان طبعی مظاہر کی کثرت کے

www.abulhasanalinadwi.org

سبب اس سے غافل تھا، اور اس کثرت کے مشاہدہ میں اس لئے غلطاں وپیچاں رہتا تھا کہ اس کے ہاتھ میں ان میں ربط ذاتی پیدا کرنے کا کوئی سررشتہ نہ تھا۔"[1]

اس طرح علم بامقصد، مفید، اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ بن گیا، اور اس نے اپنی کوشش انسانیت کی خدمت اور تمدن و معاشرہ کی سعادت کے لئے وقف کر دی، اور یہ طرز فکر انسانی فکر و عمل کی دنیا پر سب سے بڑا احسان تھا جس نے انسانیت کی قسمت بدل دی اور فکر انسانی کا رُخ تبدیل کر دیا، مغربی علماء نے بھی علوم و فنون اور انسانی فکر پر قرآن کے اس احسان کا ذکر کیا ہے، ہم ان میں سے یہاں دو گواہیوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

مشہور مستشرق مارگولیتھ (G. MARGOLIOUTH) جو اسلام کے خلاف اپنے تعصّب کے لئے مشہور ہے، راڈول (J. M. RODWELL) کے ترجمۂ قرآن کے مقدمہ میں لکھتا ہے:۔

"دنیا کے عظیم مذہبی صحیفوں میں قرآن ایک اہم مقام رکھتا ہے، حالانکہ اس قسم کی تاریخ ساز تحریروں میں اس کی عمر سب سے کم ہے، مگر انسان پر حیرت انگیز اثر ڈالنے میں وہ کسی سے پیچھے نہیں ہے، اس نے ایک نئی انسانی فکر پیدا کی اور ایک نئے اخلاق کی بنیاد ڈالی۔"[2]

---

[1] HISTORY OF MODERN PHILOSOPHY p. 5

[2] REV. G. MARGOLIOUTH'S IN INTRODUCTION TO THE KORAN BY J. M. RODWELL. LONDON (1918)

www.abulhasanalinadwi.org

ایک اور مستشرق (HARTWIG HIRSCHFELD) لکھتا ہے :۔

"ہم کو اس پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ قرآن علوم کا سرچشمہ ہے، آسمان، زمین، انسانی زندگی، تجارت و حرفت جن کا اس میں ذکر کیا گیا ہے، ان پر متعدد کتابوں یا تفسیروں میں روشنی ڈالی گئی، اور ان پر بحث و مباحثہ کا دروازہ کھلا اور مسلمانوں میں بالواسطہ مختلف علوم کی ترقی کا راستہ ہموار ہوا، اس نے صرف عربوں ہی پر اثر نہیں ڈالا بلکہ یہودی فلاسفہ کو بھی اس پر آمادہ کیا کہ وہ مذہبی و مابعد الطبعی مسائل پر عربوں کی پیروی کریں، اور آخر کار عیسائی علم کلام کو عرب الٰہیات سے جس طرح فائدہ پہنچا اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

روحانیت کے میدان میں اسلام کی کوشش مذہبیات تک محدود نہیں رہی، یونانی فلکیات اور طبی تحریروں سے واقفیت نے ان علوم کے مطالعہ کی طرف متوجہ کیا، محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ دنیا کو جو وحی ملی، اس میں اجسام فلکیہ کے گردش کرنے کا ذکر ان کی عبادت کے لئے نہیں بلکہ اللہ کی نشانی اور انسان کی خدمت کے طور پر کیا گیا ہے، تمام مسلم اقوام نے فلکیات کا بڑی کامیابی کے ساتھ مطالعہ کیا، صدیوں تک وہی اس علم کے حامل رہے، اور آج بھی اکثر ستاروں کے عربی نام اور متعلقہ الفاظ مستعمل ہیں، یورپ میں عہد وسطیٰ کے ماہرین فلکیات عربوں کے شاگرد تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسی طرح قرآن نے طبعی علوم کی تحصیل کی ہمت افزائی کی، اور عمومی طور پر فطرت کے مطالعہ اور غور و فکر کی جانب توجہ مبذول کی۔"[1]

---

[1] HARTWIG HIRSCHFELD, NEW RESEARCHES INTO COMPOSITION & EXEGESIS OF THE QURAN. LONDON (1902) p. 9.

www.abulhasanalinadwi.org

علم و عقل سے دینی امور میں بھی استفادہ اور انفس و آفاق میں غور و فکر کی ہمّت افزائی

علم و تفکّر کے بارے میں مذاہب قدیم کا رویّہ!

ہمیں آسمانی مذاہب و کتب میں سے کسی مذہب و کتاب کا علم نہیں جس نے عقل سے کام لینے اور اس سے فائدہ اٹھانے، غور و فکر و تجربات سے نتیجہ نکالنے، اسباب و مسبّبات اور نتائج و مقدمات کا ربط معلوم کرنے، اور کائنات سے عبرت و بصیرت حاصل کرنے کی دعوت دی ہو، اور اپنے ماحول پر غور کرنے کی انسانی صلاحیت سے کام نہ لینے، آیات انفسی و آفاقی سے اعراض، ممالک و اقوام کی زندگی کے گذشتہ واقعات سے عدم عبرت و نصیحت اور فرد و جماعت، اور حکومتی سطح کے اعمال و اخلاق کے نتائج سے روگردانی پر قرآن مجید کی طرح گرفت کی ہو۔

بصارت و بصیرت کی دعوت!

قرآن نے ظاہری حواس سے (جن میں آنکھ کو بڑی اہمیت حاصل ہے) کام لینے اور ٹھیک طور سے دیکھنے کی بہت ترغیب دی ہے تاکہ انسان بصارت سے

www.abulhasanalinadwi.org

بصیرت تک پہنچ سکے، اس پہلے مرحلہ کے بارے میں فرمایا گیا :۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ	کیا انھوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ
اِلَی الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ	ہم خشک افتادہ زمین کی طرف پانی
بِہٖ زَرْعًا تَاْکُلُ مِنْہُ اَنْعَامُہُمْ	پہنچاتے رہتے ہیں پھر اس کے ذریعہ
وَاَنْفُسُہُمْ ط اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ○	سے کھیتی پیدا کر دیتے ہیں جس سے
(السجدۃ ۔ ۲۷)	ان کے مواشی کھاتے ہیں اور وہ خود
	بھی، تو کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں؟

نیز اس عظیم قوت و نعمت (بصارت) سے کام نہ لینے کی مذمت کی جو بہت سی آیات کا وسیلہ ہے :۔

فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ	سو اندھے اور بہرے ہو گئے، پھر
اللّٰہُ عَلَیْہِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا	اللہ نے ان پر رحمت سے توجہ فرمائی
کَثِیْرٌ مِّنْہُمْ ط وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِمَا	پھر بھی ان میں کے بہت سے اندھے
یَعْمَلُوْنَ ○	اور بہرے ہی رہے اور اللہ خوب
(المائدۃ ۔ ۷۱)	دیکھ رہا ہے ان کے کرتوت ۔
قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی	آپ کہئے کہ اندھا اور بینا کہیں
وَالْبَصِیْرُ ط اَفَلَا تَتَفَکَّرُوْنَ ○	برابر ہو سکتے ہیں، تو کیا تم غور نہیں
(الانعام ۔ ۵۰)	کرتے؟
مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ کَالْاَعْمٰی	دونوں فریقوں کی حالت ایسی
وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ	ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور

www.abulhasanalinadwi.org

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۚ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ؏
(ہود-۲۴)

ایک دیکھنے والا اور سننے والا ہو کیا (یہ) دونوں حالت میں برابر ہیں تو کیا تم سمجھتے نہیں۔؟

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ (الرعد-۱۶)

آپ کہئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے یا یہ کہ کہیں تاریکی اور روشنی برابر ہوئی ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۙ
(فاطر-۱۹-۲۰)

اور نہ اندھا اور آنکھوں والا کہیں برابر ہیں اور نہ تاریکیاں اور روشنی ہی۔

آیات الٰہی سے اعراض اور چشم پوشی پر سختی کے ساتھ تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:-

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝
(یوسف-۱۰۵)

اور کتنی ہی نشانیاں آسمانوں اور زمین میں ہیں کہ ان پر سے یہ لوگ گذرتے ہیں اور ان کی طرف سے منھ پھیرے رہتے ہیں۔

اور آنکھ والوں کو غیرت دلاتے ہوئے فرمایا:-

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝
(الحشر-۲)

سو اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو!

عقل سے کام لینے اور عقلمندوں کو غیرت دلانے کے لئے "تَعْقِلُوْنَ" کا کلمہ قرآن میں بار بار استعمال ہوا ہے، حتیٰ کہ ایسی آیتوں کی تعداد تئیس۲۳ تک

www.abulhasanalinadwi.org

پہنچ گئی ہے جن میں "لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ" "اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ" اور "اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ" کے کلمے استعمال ہوئے ہیں، ہم مثال کے طور پر چند آیات کا ذکر کرتے ہیں:۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞ (البقرۃ۔ ۲۴۲)	اللہ اسی طرح تمہارے لئے کھول کر اپنے احکام بیان کرتا ہے شاید کہ تم سمجھو۔
قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞ (آل عمران۔ ۱۱۸)	ہم تو تمہارے لئے نشانیاں کھول کر ظاہر کر چکے ہیں۔
وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۞ (الاعراف۔ ۱۶۹)	اور آخرت ہی کا گھر ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے جو ڈرتے رہتے ہیں سو کیا وہ عقل سے کام ہی نہیں لیتے؟
لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۞ (الانبیاء۔ ۱۰)	یقیناً ہم تمہاری طرف ایسی کتاب اتار چکے جس میں تمہارے لئے نصیحت موجود ہے تم کیا پھر بھی نہیں سمجھتے؟
وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۞ وَبِالَّيْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۞ (الصافات ۱۳۷۔۱۳۸)	اور تم ان پر صبح و شام گذرا کرتے ہو تو کیا پھر بھی عقل سے کام نہیں لیتے؟

اہل جہنم کے اس حاسۂ شریفہ سے کام نہ لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۞ (الملک۔ ۱۰)	اور وہ (یہ بھی) کہیں گے کہ ہم اگر سن لیتے یا عقل سے کام لیتے تو ہم

www.abulhasanalinadwi.org

اہل دوزخ میں سے نہ ہوتے۔

اسی طرح کلمۂ "یَعقِلُونَ" مدح واثبات کے سیاق میں بیسؔ سے زائد بار آیا ہے۔

قرآن کا یہی معاملہ دعوت فکر دینے اور اہل تفکر کی تعریف اور فکر سے کام نہ لینے والوں کی مذمت کے سلسلے میں ہے، چنانچہ قرآن میں یہ کلمہ گیارہ بار آیا ہے، جیسے اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے :۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا	یہ ایسے ہیں کہ جو اللہ کو کھڑے اور
وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ	بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (برابر)
وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ	یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج	زمین کی پیدائش میں غور کرتے
(آل عمران۔۱۹۱)	رہتے ہیں۔
فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّھُمْ	سو آپ بیان کیجئے یہ حالات
یَتَفَکَّرُوْنَ ٥ (الاعراف۔۱۷۶)	شاید کہ لوگ سوچیں۔۔
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ	بے شک ان سب میں ان لوگوں
یَّتَفَکَّرُوْنَ ٥	کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں
(الرعد۔۳)	دلائل (موجود) ہیں۔

اسی غور و فکر کے ذریعہ مؤمنین وعارفین اس حقیقت کبریٰ تک پہنچ سکے، جس کے بارے میں قرآن شریف نے ان کی زبان سے کہا ہے :۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ج (آل عمران۔۱۹۱)	اے ہمارے پروردگار تونے یہ (سب)

www.abulhasanalinadwi.org

لایعنی نہیں پیدا کیا۔

دعوتِ فکر کا اثر و نتیجہ!

اس کے نتیجہ میں وہ فکری سرگرمی سامنے آئی جس نے علوم و صنائع اور تہذیب انسانی کو متاثر کیا، اور اس کا اثر ساری دنیا پر پڑا، گویا ایک ایسا وسیع دریچہ اور روشندان کھل گیا جس سے روشنی اور تازہ ہوا آنے لگی، اور اسلام نے گویا اس قفل کو توڑ یا کھول دیا، جسے آزادی اور فکرِ سلیم کے دشمنوں اور قدیم مذاہب کے غلط نمائندوں نے عقل انسانی پر ڈال رکھا تھا، اور دنیا اپنی اس گہری نیند سے بیدار ہو گئی جو اس پر ہزاروں سال سے طاری تھی، اس نے اس نیند سے اپنی آنکھیں پونچھ کر اپنی فوت شدہ ترقی کی بازیافت اور راستہ کے مشکلات سے نمٹنے کے لئے تیزی سے آگے بڑھنا شروع کیا، اس عالمی تأثر اور متنوع تحریک کے بارے میں ایک بڑا فرانسیسی اہل علم (JOLIVET CASTELOT) اپنی کتاب "قانون تاریخ" (LA LOI DE L'HISTOIRE) میں لکھتا ہے:۔

"وفات نبوی کے بعد عربوں نے بڑی تیز رفتار ترقی کی اور اشاعت اسلام کے لئے وقت بھی بہت سازگار تھا، اسی کے ساتھ اسلامی تہذیب نے بھی حیرت انگیز ترقی کی اور فتوحات کے جلو میں وہ ہر جگہ فروغ پانے لگی، اور علوم و فنون اور شعر و ادب میں اس کے اثرات ظاہر ہونے لگے، اور اس طرح عرب چند صدیوں تک اپنے ہاتھوں میں عقل کی مشعل اٹھائے رہے، اور ان تمام علوم کی نمائندگی کی جن کا

www.abulhasanalinadwi.org

تعلق، فلسفہ، فلکیات، کیمیا، طب اور روحانی علوم سے تھا، اس طرح وہ صرف عرفی معنوں ہی میں فکری رہنما اور موجد و مخترع نہیں تھے، بلکہ اپنی علمی خدمات کے نتیجہ میں جنھیں انھوں نے بڑی عالی دماغی سے انجام دیا تھا، وہ اس کے بجا طور پر مستحق تھے، عربی تمدن کی عمر کم تھی، مگر اس کے اثرات بہت دور رس تھے، اور ہم اس کے زوال پر افسوس ہی کر سکتے ہیں۔"

آگے چل کر وہ لکھتا ہے :-

"اگرچہ حکمراں جاگیر دارانہ ذہن رکھتے تھے، مگر ان کے ذریعے جو کام ہوا وہ ان کی شخصیت سے کہیں بلند تھا، اسی کے نتیجے میں ایک حیرت انگیز تہذیب وجود میں آئی، یورپ عربی تمدن کا احسان مند ہے جب وہ دسویں صدی سے چودھویں صدی تک غالب و حکمراں تھی، یورپ نے اس سے فلسفیانہ اور علمی فکر میں استفادہ کیا، جس نے قرون وسطیٰ میں خاموش اثرات مرتب کئے ہیں وہ عربی تمدن، عربی علوم اور عربی ادب و فن کے آگے جاہل اور گنوار نظر آتا ہے، وہ اس صحت مند فضا سے مستفید ہوا، جو اس زمانے میں عربی افکار کے ذریعہ قائم تھی۔

ان چار صدیوں میں عربی تمدن کے سوا کوئی تمدن نہ تھا، اور علمائے عرب ہی اس کا علم بلند کئے ہوئے تھے۔"[1]

موسیو لیبان (GUSTAVE LE BON) لکھتا ہے :-

---

[1] الاسلام والحضارة العربية : للاستاذ محمد کرد علی ۲/ ۵۴۳-۵۴۴

www.abulhasanalinadwi.org

"لوگ تجربہ و مطالعہ اور استقرائی منطق (INDUCTIVE LOGIC) کو جو علم جدید کی اصل کی حیثیت رکھتے ہیں، بیکن (FRANCIS BACON) کی طرف منسوب کرتے ہیں، مگر اب یہ اعتراف کیا جانا ضروری ہے کہ یہ طریقہ مکمل طور پر عربوں کی ایجاد ہے۔"

بریفالٹ (ROBERT BRIFFAULT) اپنی کتاب (THE MAKING OF HUMANITY) میں لکھتا ہے:۔

"یورپ کی ترقی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جس پر اسلامی تمدن کا احسان اور اس کے نمایاں آثار کی گہری چھاپ نہ ہو۔"

وہ آگے چل کر لکھتا ہے:۔

"صرف طبعی علوم ہی (جن میں عربوں کا احسان مسلّم ہے) یورپ میں زندگی پیدا کرنے کے ذمہ دار نہیں ہیں، بلکہ اسلامی تمدّن نے یورپ کی زندگی پر بہت عظیم الشان اور مختلف النوّع اثرات ڈالے ہیں، اور اس کی ابتداء اسی وقت سے ہو جاتی ہے، جب اسلامی تہذیب و تمدّن کی پہلی کرنیں یورپ پر پڑنی شروع ہوئی ہیں۔"[1]

---

[1] THE MAKING OF HUMANITY P. 202

www.abulhasanalinadwi.org

ایک ایسی اُمّت کا ظہور جو عالمی رہنمائی اور انفرادی واجتماعی اخلاق کی نگرانی کرسکے

ایک مثالی رہنما اُمّت کی ضرورت!

جن باتوں کی طویل انسانی تاریخ اور علم النفس اور علم الاخلاق پوری تائید کرتے ہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ بلند ترین مقاصد، شریفانہ تعلیمات، اور عمل کے اعلاترین نمونے اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتے اور اگر قائم ہو بھی جائیں تو دائم و باقی نہیں رہ سکتے، جب تک کہ ان کی پُشت پر ایک انسانی جماعت (بلکہ صحیح الفاظ میں ایک ایسی امت) نہ ہو، جو اس دعوت و تحریک کی علمبردار، اس کے راستہ میں جہد وجہاد کرنے والی اور اس کا عملی نمونہ ہو۔

اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض انبیاء علیہم السلام (چہ جائیکہ مصلحین و معلّمین اخلاق اور حکمائے کبار) کی تعلیمات بھی اس وجہ سے زیادہ عرصہ تک باقی نہیں رہیں کہ ان کے پیچھے کوئی امت نہ تھی، جو ان کے پیغام کی ذمہ داری سنبھالتی، اس راستہ میں جاں نثاری کرتی، اور اپنی زندگی، اپنے تمدن اور حکومت و معاشرہ کے ذریعہ ان کا عملی نمونہ پیش کرتی، نتیجہ یہ ہوا کہ جن علاقوں میں وہ بھیجے گئے تھے،

www.abulhasanalinadwi.org

وہاں کی زندگی ایک ایسے آب رواں کی طرح بن کر رہ گئی جس کی سطح ایک ہوتی ہے، اور وہ اقوام وقبائل جانوروں کے اس ریوڑ کی طرح ہوگئے جن کا کوئی نگراں ونگہباں نہ ہو۔

منتخب ومامور اُمّت!

جب اللہ تعالے نے یہ فیصلہ فرمایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری رسول اور خاتم النبیین ہوں، اور آپ کے بعد نہ کوئی اور نبی آئے اور نہ کوئی اور کتاب نازل ہو تو اس طرح اللہ تعالے نے انسانیت کو اس خطرہ سے محفوظ کر دیا اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک پوری امت کو بھی مبعوث کیا، گویا بعثت محمدیہ دُہری بعثت تھی، جس میں نبی کی بعثت امت کی بعثت کے ساتھ شامل تھی، چنانچہ اللہ تعالے نے اس اُمّت کی ایسی تعریف کی ہے (جو نبوت کے بغیر) کسی مبعوث اور مامور من اللہ ہی کی ہو سکتی ہے:۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ؕ (آل عمران - ۱۱۰)	تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو، اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ	اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک امّت عادل بنا دیا ہے تاکہ تم

www.abulhasanalinadwi.org

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرة-۱۴۳) گواہ رہو لوگوں پر اور رسول گواہ رہیں تم پر۔

حدیث نبوی میں بھی اسی طرح کے الفاظ آئے ہیں جن میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضؓ کی ایک جماعت سے فرمایا:۔

إنما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين[1] تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو نہ کہ تنگی پیدا کرنے والے۔

بعثت ودعوت کی ذمہ داری اور اپنی ماموریت ومسؤلیت کا یہ شعور واحساس صحابۂ کرام رضؓ وتابعین عظام رحؒ کے دلوں میں اس وقت بھی موجزن تھا جب ایرانی قائد جنگ رستم نے سیدنا ربعی بن عامر رضؓ[2] سے (جنھیں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضؓ نے رستم کی طلب پر اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا) یہ پوچھا کہ تمہارے یہاں آنے کا محرک ومقصد کیا ہے؟ تو انھوں نے یہ مومنانہ اور داعیانہ جواب دیا کہ:۔

الله ابتعثنا لنخرج من شاء من عبادة العباد الى عبادة الله وحده ومن ضيق الدنيا الى سعتها ومن جور الاديان الى عدل الاسلام[3]۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے بھیجا ہے کہ ہم جس کو وہ چاہے بندوں کی بندگی سے نکال کر ایک خدا کی بندگی پر آمادہ کریں اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف اور مذاہب کے ظلم سے بچا کر اسلام کے سایۂ عدل میں لائیں۔

---

[1] صحیح بخاری [2] آپ صحابئ رسول صلے اللہ علیہ وسلم تھے ملاحظہ ہو الاصابۃ ۱/۵۰۳ [3] البدایۃ والنہایۃ ۷/۳۹

تمدّن ومعاشرہ کی سطح پر صالح انقلاب کی ضرورت!

اس نقطۂ نظر نے انسانیت کے مستقبل کو بیحد متأثر کیا، اور یہ لوگوں کے لئے مذاہب وتحریکات اور رجحانات کی تاریخ میں ایک نئے تجربہ کی حیثیت رکھتا تھا، جس نے تاریخ میں ایک انقلاب برپا کردیا، اس لئے کہ چھٹی صدی مسیحی کی عالمی صورت حال (جو تقریباً ہر زمانہ میں رہی ہے) ایسی نہ تھی کہ اس پر چند صالح افراد اثر انداز ہوتے، چنانچہ قرآن مجید خدائی غضب کے شکار یہودیوں کے درمیان بھی کچھ صالح افراد کی موجودگی کی گواہی دیتا ہے۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	سب (اہل کتاب) یکساں نہیں
اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ	(انھیں) اہل کتاب میں ایک جماعت
اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ○	قائم ہے یہ لوگ اللہ کی آیتوں کو
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اوقات شب میں پڑھتے ہیں اور
وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	سجدہ کرتے ہیں، یہ اللہ اور قیامت
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ	کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، اور
فِى الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ	بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بدی
مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○	سے روکتے ہیں، اور اچھی باتوں کی
(آل عمران۔۱۱۳۔۱۱۴)	طرف دوڑتے ہیں یہی لوگ نیکوکاروں
	میں سے ہیں۔

مگر ان صالح افراد کا انسانی معاشرہ اور انسانی عمل پر کوئی اثر نہ تھا، کیونکہ

www.abulhasanalinadwi.org

وہ صرف چند افراد تھے، اور قومیں افراد کو خاطر میں نہیں لاتیں، چنانچہ ہر دور و دیار میں ایسے صالح افراد رہے ہیں، اور اب بھی ہیں جو اپنے کچھ اعمال و اخلاق اور عبادات میں دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں، لیکن جو خلاء اور مسئلہ قوموں اور نسلوں اور تمدن و معاشرہ کی سطح پر ہو وہ اس وقت تک پُر نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ خیر و صلاح، اسوۂ حسنہ، اور عملی نمونہ بھی اُمت اور انسانی معاشرے کی سطح کا نہ ہو جو بلند ترین نبوی تعلیمات، شریفانہ اصول و اخلاق، اور مثالی انفرادی و اجتماعی عمل کی نمائندگی حکومت و سیاست، تجارت و معاملت انفرادی و اجتماعی زندگی، افراد اور جماعتوں کے ساتھ برتاؤ اور قوموں اور حکومتوں کے ساتھ معاملات رضامندی و ناراضگی، صلح و جنگ، فقر و غنا، ہر حالت اور ہر صورت میں کرتا ہو اور اس امت و جماعت کی عام علامت اور ممتاز خصوصیت نہ بن چکا ہو۔

صحابۂ کرامؓ اور وہ مبارک لوگ جنھوں نے گہوارۂ نبوت میں پرورش اور مدرسۂ ایمان و قرآن میں تربیت پائی تھی، انہی مذکورہ علامات و خصوصیات کے مالک تھے۔

ایک انصاف پسند اور تاریخ عالم سے واقف مغربی اہلِ علم نے اس طبقہ کی بڑی کامیاب تصویر پیش کی ہے، اور ان کی نمایاں و مشترک خصوصیت کی طرف اشارہ کیا ہے، جو نبوت کا باغ تازہ، اور قرآن کی فصلِ بہار کہلانے کا مستحق ہے، جرمن فاضل کائتانی (CAETANI) اپنی کتاب "سنین اسلام" میں لکھتا ہے:۔

"یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اخلاقی وراثت کے سچے نمائندے مستقبل میں اسلام کے مبلّغ، اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.abulhasanalinadwi.org

نے خدا رسیدہ لوگوں تک جو تعلیمات پہنچائی تھیں، ان کے امین تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسلسل قربت اور ان سے محبت نے ان لوگوں کو فکر و جذبات کے ایک ایسے عالم میں پہونچا دیا تھا، جس سے اعلیٰ اور متمدن ماحول کسی نے دیکھا نہیں تھا۔

در حقیقت ان لوگوں میں ہر لحاظ سے بہترین تغیر ہوا تھا اور بعد میں انھوں نے جنگ کے مواقع پر مشکل ترین حالات میں اس بات کی شہادت پیش کی کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے افکار کی تخم ریزی زرخیز زمین میں کی گئی تھی جس سے بہترین صلاحیتوں کے انسان وجود میں آئے، یہ لوگ مقدس صحیفہ کے امین اور اس کے حافظ تھے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو لفظ یا حکم انھیں پہنچا تھا، اس کے زبردست محافظ تھے۔

یہ تھے اسلام کے قابلِ احترام پیشرو جنھوں نے مسلم سوسائٹی کے اولین فقہاء، علماء اور محدثین کو جنم دیا۔[۱]

احتساب کائنات!

اُمّتِ اسلامیہ پر عالمی نگرانی، اخلاق و رجحانات، انفرادی و بین الاقوامی طرزِ عمل کے احتساب، انصاف کے قیام، شہادت حق، امر معروف و نہی منکر کی

---

[۱] CAETANI ANNALI DEL' ISLAM, VOL. II, p. 429 ماخوذ از

T. W. ARNOLD: PREACHING OF ISLAM, (LONDON 1925), pp. 41-42

www.abulhasanalinadwi.org

ذمہ داری ڈالی گئی ہے، اور اس کو قیامت کے دن اس ذمہ داری کی ادائیگی میں کوتاہی پر جواب دہ بنایا گیا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا	اے ایمان والو اللہ کے لئے پوری
قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ	پابندی کرنے والے اور عدل کے
بِالْقِسْطِ ز وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ	ساتھ شہادت دینے والے رہو اور
شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا	کسی جماعت کی دشمنی تمہیں اس پر
اِعْدِلُوْا قف هُوَ	نہ آمادہ کرے کہ تم (اس کے ساتھ)
اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز وَاتَّقُوا اللّٰهَ	انصاف ہی نہ کرو، انصاف
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ	کرتے رہو (کہ) وہ تقوی سے
(المائدہ ـ ۸)	بہت قریب ہے اور اللہ سے
	ڈرتے رہو، بے شک اللہ کو اس کی
	(پوری) خبر ہے کہ تم کیا کرتے
	رہتے ہو۔

اور اس امت کو اپنے فرائض کی ادائگی میں کوتاہی پر تنبیہ کی گئی ہے جس کے نتیجے میں انسانیت مصیبت و مشکل میں پھنس سکتی ہے، ـــــــ اور روئے زمین پر فتنہ، وفساد اور انارکی پھیل سکتی ہے، چنانچہ اس چھوٹے سے انسانی مجموعہ کو (جو مدینہ کی ابتدائی زندگی میں تھا، اور جس کی تعداد چند سو سے زائد نہیں تھی) مخاطب کرتے ہوئے اور اسے دعوت و عقیدہ کی بنیاد پر اسلامی اخوت قائم کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا گیا:۔

www.abulhasanalinadwi.org

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ	اگر یہ نہ کروگے تو زمین میں (بڑا)
فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝	فتنہ اور بڑا فساد پھیل
(الانفال ـ ۷۳)	جائے گا۔

پھر کیا آج کی ملت اسلامیہ اس کی مخاطب نہیں، جس سے معمورۂ عالم آباد ہے، اور جو بڑی بڑی حکومتیں اور افرادی طاقت رکھتی ہے؟ جب وہ اپنے قائدانہ و داعیانہ منصب و مقام کو خالی چھوڑ دے گی اور اپنی اجتماعی ذمہ داری (اخلاقی نگرانی اور رجحانات کے احتساب مظلوم کی حمایت اور ظالم کی مذمت و سرزنش) سے منہ موڑ لے گی تو دنیا پر اس بڑی کوتاہی اور خطرناک غلطی کا کیسا بُرا اثر پڑے گا۔

قرآن اس اُمت کو اس کے داعیانہ و قائدانہ مقام، اصلاح کی ذمہ داری اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی مسئولیت کی یاد گذشتہ اقوام کا حوالہ دیتے ہوئے، اور اس کے شعور و احساس کو بیدار کرتے ہوئے دلاتا ہے:۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ	پس کاش تمہارے پیشتر کی امتوں
قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ	سے ایسے باشعور لوگ ہوتے جو
عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا	منع کرتے ملک میں فساد (پھیلانے)
قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ج	سے بجز چند لوگوں کے جن کو
وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا اُتْرِفُوْا	ہم نے ان میں سے بچا لیا تھا اور
فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝	جو لوگ (اپنی جانوں پر) ظلم کرنے
(ھود ـ ۱۱۶)	والے تھے، وہ جس ناز و نعمت میں تھے

www.abulhasanalinadwi.org

اسی کے پیچھے پڑے رہے اور (عادی)

مجرم ہو گئے۔

شاعر اسلام ڈاکٹر محمد اقبال نے اس حقیقت کو اپنی نظم "ابلیس کی مجلس شوریٰ" میں بڑی خوبی سے پیش کیا ہے، اور صدر مجلس ابلیس کی زبان سے اس خطرہ کی نشان دہی کی ہے، جو مسلمانوں کے وجود، ان کی بیداری اور ان کی عالمی ذمہ داری سے ابلیسی نظام کو لاحق ہے، چنانچہ ابلیس اپنے مشیروں سے کہتا ہے ؎

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسم شش جہات
ہو نہ روشن اس خدا اندیش کی تاریک رات

تم اسے بیگانہ رکھو عالم کردار سے
تا بساط زندگی پر اس کے سب مہرے ہوں مات

خیر اسی میں ہے قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات

ہے وہی شعر و تصوف اس کے حق میں خوب تر
جو چھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات [1]

---

[1] ارمغانِ حجاز۔

www.abulhasanalinadwi.org

اُمّت کی مسلسل ذمہ داری و نگرانی!

اس نقطۂ نظر سے یہ بات لازمی ہو جاتی ہے کہ انسانی تمدن میں تاثیری عمل جاری رہے، اور وقفہ وقفہ سے اس کا از سر نو جائزہ لیا جاتا رہے، اور تخریبی اور شر پسند عناصر اور فاسد و مہلک رجحانات سے برابر اس کی حفاظت کی جاتی رہے۔

اس کے خاص طور پر دو سبب ہیں، ایک تو یہ کہ اقوام عالم صلاح و فساد کے نئے اور متضاد عناصر کے تابع اور ان سے متاثر ہوتی رہتی ہیں، اور زندگی ہر دم رواں دواں ہے، اور اس کا کارواں کہیں اور کبھی ٹھہرتا نہیں، اس لئے تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اس کی سمت و رفتار کو دیکھتے رہنا اور اس کی نئی ضرورتوں کو پورا کرنا ناگزیر ہوتا ہے، افسوس کا مقام ہے کہ اس عہد اخیر میں تخریبی و مفسد تحریکوں اور فلسفوں کے زیر اثر آکر ملّتِ اسلامیہ، عالمی قیادت کے میدان سے الگ ہو کر گویا اپنے خول میں بند ہو کر رہ گئی ہے!

دوسرا سبب یہ ہے کہ اُمّت اسلامیہ ہی آخری آسمانی پیغام کی حامل ایک ابدی اُمّت اور انسانیت کی مرکز امید ہے، اس لئے اسے اپنے پیغام کو سینے سے لگائے رہنا چاہئے، اور قافلۂ انسانیت کی قیادت اور دنیا کی نگرانی اور عقائد و اخلاق، اور انفرادی و بین الاقوامی تعلقات پر نظر رکھنی چاہئے، اس لئے کہ قومیں صرف تاریخ کے سہارے یا اپنی عظمتِ رفتہ اور گذشتہ کامرانیوں کی بدولت نہیں، بلکہ جہدِ مسلسل، دائمی سرگرمی مستقل احساس ذمہ داری،

www.abulhasanalinadwi.org

ہمہ دم قربانی کے لئے آمادگی، جدّت و نُدرت' اور اپنی تازہ دم اور تازہ کار قوتِ افادیت وصلاحیت کے بل پر زندہ و تابندہ رہتی ہیں' وہ جب اپنے منصب و مقام کو چھوڑ کر گوشۂ عافیت میں چلی جاتی ہیں تو تاریخ کے دفترِ پارینہ کا حصہ بن جاتی ہیں، اور زمانہ انھیں طاقِ نسیاں پر رکھ دیتا ہے' اس لئے اُمّتِ محمدیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ از سرِ نو اپنے دعوتی، تہذیبی اور قائدانہ کردار کے ساتھ سرگرمِ سفر ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

عقیدہ وتہذیب کی عالمی وحدت

بے مثال عالمی وحدت!

وہ عالمی وحدت جس کی وسعت، گہرائی اور پائداری کی مثال تاریخ نے انسانی تہذیبوں اور معاشروں میں نہیں دیکھی، وہ وحدت عقیدہ کی بنیاد پر قائم تھی، اور اب بھی قائم ہے، اور وہ عقیدۂ توحید، نبوت محمدی، ختم نبوت کے ساتھ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) اور حیات بعد الموت پر ایمان کا نام ہے، جس میں بظاہر کائنات اور قدرت الٰہی کے مشاہدہ اور توجیہ میں یکسانیت پائی جاتی ہے، اور اشیاء کی ماہیت اور ان کی قدر و قیمت، اللہ پر ایمان، مقصد تخلیق و تکوین اور اس زندگی کی بے ثباتی اور ان اقدار پر یقین سے متعین ہوتی ہے، جو اسلام نے قائم کئے ہیں، اور جنھیں اسوۂ رسول صلے اللہ علیہ وسلم، صحابہ کی زندگی، اور صدر اول کے مسلمانوں نے اپنی استطاعت و صلاحیت کے اس فرق کے ساتھ (جو زمانہ، ماحول، تربیت اور خارجی اثرات کا فطری نتیجہ ہے) پیش کیا ہے، لیکن وہ وحدت تمام اسلامی معاشروں میں اور اسلام کے ظہور کے بعد تمام زمانوں میں قدرِ مشترک رہی ہے، اور ایک اُمت

www.abulhasanalinadwi.org

اور ایک مذہب کے متّبعین کے درمیان تمام مشترک عناصر (COMMON FACTORS) سے زیادہ واضح، زیادہ ممتاز، اور زیادہ گہرائی رکھتی ہے۔

اس کے بعد اسلام کی تہذیبی وحدت ہے جو ــــ بڑی حد تک ــــ احکام شرعیہ اور اخلاقی تعلیمات کی بنیاد پر (معیاروں اور ان پر عمل کی نوعیت کے اختلاف کے باوجود) قائم ہے، اس اختلاف سے مفر نہیں جو اسلام لانے والی قوموں، ملکوں، زبانوں اور حکومتوں کے اختلاف کا نتیجہ ہے، مگر یہ تہذیب اسلام کی مخصوص چھاپ رکھتی ہے، اور عقیدہ میں توحید، معاشرت میں احترام انسانیت اور مساوات اور اخلاق اور طرز عمل کے معاملہ میں (دوسری تہذیبوں کے مقابلہ میں) خوفِ خدا اور حیاء و تواضع رکھتی ہے، اسی طرح عمل کے میدان میں سعیٔ آخرت، اور اللہ کے لئے جہاد، میدان جنگ میں (دوسری معاصر مادّی تہذیبوں کے بالمقابل) رحمت و مروّت، اور انفرادی و خانگی زندگی میں "طہارت" کی ممتاز علامت رکھتی ہے، اور جو اس نظافت و صفائی سے بلند تر اور الگ حقیقت ہے جو ترقی یافتہ اور صالح تہذیبوں میں مشترک ہے، اسی طرح جانوروں اور پرندوں کے گوشت کو پاک کرنے کے لئے وہ ذبح و قربانی کا طریقہ اپناتی ہے۔

وحدت کی ممتاز علامتیں!

مختلف ملکوں کے مسلمانوں کے نام ان کے دور دراز فاصلوں پر واقع ہونے اور لسانی و تہذیبی اختلافات کے باوجود اوروں سے ممتاز اور اکثر عربی اور انبیاء و صحابہ و اہل بیت اور سلف صالحین کے ناموں سے ماخوذ ہوتے ہیں اور ان میں

www.abulhasanalinadwi.org

عقیدۂ توحید اور خدا کے لئے حمد و عبدیت کا اظہار ہوتا ہے، اور عقیدہ و محبت کی علامت کے طور پر "محمد و احمد" نام بکثرت رکھے جاتے ہیں۔

باہمی ملاقات پر السلام علیکم کہنے کا بھی عام رواج ہے، بہت سے قرآنی الفاظ اور آیات الحمد للہ، ماشاءاللہ، ان شاءاللہ، انا للہ وانا الیہ راجعون اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ مختلف مواقع اور ضرورتوں پر وردِ زبان رہتی ہیں۔

یہ دینی و تہذیبی وحدت، فرائض و واجبات، مذہبی شعائر، اجتماعی تقریبات کے موقع پر زیادہ ابھر کر سامنے آتی ہے، چنانچہ پانچوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر (مختلف ملکوں کے اوقات کو سامنے رکھتے ہوئے) متعین رکعتوں کے ساتھ زیادہ تر مسجدوں میں ادا کی جاتی ہیں، اور ان میں کوئی بھی اور کہیں کا رہنے والا اور کوئی زبان بولنے والا مسلمان شریک ہو سکتا ہے، اور بغیر کسی مقامی تعلیم و رہنمائی کی مدد کے مصلیوں کے طلب پر امامت بھی کر سکتا ہے، قرآن مجید وہ تنہا آسمانی کتاب ہے، جو تمام ملکوں اور زمانوں میں تجوید و ترتیل سے پڑھی اور حفظ کی جاتی رہی ہے۔[1]

اسی طرح اذان تمام مسجدوں سے یکساں الفاظ میں دی جاتی ہے، ماہ رمضان تمام عالم اسلام میں (موسموں کے اختلاف کے باوجود) روزوں کا مہینہ ہے، مسلمان دو عیدیں (عید الفطر و عید الاضحیٰ) مناتے ہیں، اور اللہ کے شکرانے کے طور پر دوگانہ ادا کرتے ہیں، اور اس کے بعد خطبہ میں اپنے فرق مراتب کے باوجود سبھی مسلمان شریک

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا نے اسم گرامی محمدؐ کے ذیل میں لکھا ہے:۔

"قرآن روئے زمین پر سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔"

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتے ہیں، اسی طرح حج کے لئے سب لوگ دور دراز مقامات سے مکۂ معظمہ کا قصد کرتے ہیں، اور یہ سب اسلام کی طویل تاریخ میں بغیر انقطاع اور سیاسی انقلابات اور اجتماعی واقتصادی تغیرات کے باوجود ہوتا رہتا ہے، یہ ایسی وحدت کا نمونہ پیش کرتا ہے جس کی اقوام وملل اور مختلف معاشروں میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

مغربی فضلاء کے بیانات!

اس منفرد وحدت کو متعدد مغربی فضلاء اور اصحاب فکر واہل قلم نے محسوس کیا اور اسے سراہا ہے، ہم یہاں صرف چند شہادتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

ہملٹن گب لکھتا ہے:۔

"اسلام ایک تصور ہے، جو ایک مربوط لیکن مختلف سیاسی معاشرتی اور مذہبی اجتماعیت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے، اور اس نے مختلف خطوں اور ادوار میں، مقامی، جغرافیائی، سماجی اور سیاسی قوتوں سے اثر پذیر ہو کر مختلف خصوصیات کا اظہار کیا ہے، مثال کے طور پر شمال مغربی افریقہ اور عہد وسطی کے اسپین کا مغربی ایشیاء میں اسلام کے مرکز سے گہرا تعلق تھا، ان کی تہذیب اسی مرکزی تہذیب کی ایک شاخ تھی، لیکن انھوں نے کئی امتیازی خصوصیات پیدا کیں جنھوں نے مغربی ایشیاء پر بھی اثر ڈالا، دوسرے بڑے اور خود کفیل خطّوں، مثلاً برّ اعظم ہند، انڈونیشیا، اور جنوبی روس کے صحرائی علاقوں سے لے کر چین کی سرحدوں تک متوازی عوامل نے اسی طرح امتیازی خصوصیات پیدا کیں لیکن

www.abulhasanalinadwi.org

ان سب نے اور ان میں سے ہر ایک نے آسانی سے قابل شناخت اسلامی رنگ برقرار رکھا"۔[1]

ولفرڈ کانٹویل اسمتھ لکھتا ہے:۔

"مسلمانوں کی کامیابی اُن کے مذہب کی داخلی کامیابی ہے، وہ صرف میدانِ جنگ میں فاتح نہیں ہوئے، اور انھوں نے زندگی کے مختلف شعبوں پر یہی اثر نہیں ڈالا بلکہ مقابلۃً مختصر عرصہ میں انھوں نے زندگی کو ایک ایسی مجموعی شکل دینے میں کامیابی حاصل کی جسے تمدن کہتے ہیں، اسلامی تہذیب کی تشکیل میں مختلف عوامل جیسے عرب، یونان، مشرق اوسط کی سامی تہذیب، ساسانی ایران، اور ہندوستانی عناصر نے حصہ لیا، مسلمانوں کا کارنامہ یہ تھا کہ انھوں نے ان سب عناصر کو ایک ہم جنس طریقۂ زندگی میں متحد کر دیا، اور اسے مزید ترقی دی، یہ اسلام تھا جس نے اس کی تکمیل کی اور اسے باقی رکھنے کی قوت فراہم کی، زندگی کے ہر رُخ کو اس نے اسلامی شکل دی خواہ اس کے ترکیبی عناصر کی ماہیت کچھ بھی رہی ہو۔

اسلامی طرز زندگی نے معاشرہ کو وحدت و قوت عطا کی متحد رکھنے والی اس قوت میں مذہبی قانون کو مرکزی مقام حاصل تھا جس نے اپنے طاقت ور اور متعین دھارے کے ذریعہ رسوم و عبادات سے لے کر ملکیت تک ہر چیز کو منضبط کر دیا، شرعی قانون نے اسلامی معاشرہ

---

[1] HAMILTON, A. R. GIBB, STUDIES ON CIVILIZATION OF ISLAM, (LONDON 1962) p. 3

www.abulhasanalinadwi.org

کو قرطبہ سے ملتان تک وحدت عطا کی، اس نے مسلم افراد کو بھی وحدت
عطا کی اور اس کی زندگی کے سبھی اعمال کو ملکوتی رنگ دے کر بامعنی
بنا دیا، معاشرہ کو تسلسل دے کر اس نے زمانہ کو بھی وحدت بخشی،
سلاطین کا سلسلہ آتا اور جاتا رہا، لیکن ان کی حیثیت ربانی احکام
کے مطابق کرۂ ارضی پر عمرانی زندگی کی تشکیل کی مسلسل کوشش میں
محض ضمنی رہی"[1]

اسلامی تہذیب کا ضمیر و خمیر!

اسلامی تہذیب، ایسی تہذیب ہے جس کا ضمیر و خمیر اللہ تعالےٰ کا
اسم گرامی اور اس کا یقین و ایمان ہے، وہ خدائی رنگ (صبغۃ اللہ) میں رنگی
ہوئی ہے، اور ایمان و اذعان کی بنیادوں پر قائم ہے، اس لئے اس کو دینی رنگ
اور ربّانی آہنگ اور ایمانی روح سے الگ کرنا ممکن نہیں اور اس پر جب بھی
قومی عصبیت، جاہلی حمیّت، نسلی کشمکش، مادی ہوس، اخلاقی زوال، یا معاشرتی
انارکی طاری ہوئی ہے، تو وہ عارضی طور پر یا خارجی اثرات یا اس ماحول و معاشرہ
کی دین رہی ہے جس سے کوئی اسلامی عنصر نکلا ہے، یا اس میں اسلامی ثقافت
سے عدم تاثر و استفادہ اور قرآن کریم اور حدیث نبوی، اور اسلام کے
اولین و اساسی مصادر سے عدم اشتغال کو دخل رہا ہے۔

---

[1] WILFRED CANTWELL SMITH, ISLAM IN MODERN HISTORY (NEW YORK 1957), pp. 36. 37.

www.abulhasanalinadwi.org

تاریخ اسلام میں اصلاحی و تجدیدی عمل کی کامیابی کا راز!

اسی لئے مسلم اقوام و ممالک کی تاریخ میں اصلاح و تجدید، فساد و بدعات اور جاہلی اثرات کے خلاف جدوجہد کا ایسا تسلسل رہا ہے جس کی غیر اسلامی اقوام و مذاہب میں کوئی مثال نہیں ملتی، اسی طرح ان مبارک کوششوں کو ایسی کامیابی بھی ملی جو دوسری اقوام و مذاہب کی تاریخ میں ناپید ہے[1]، اور ایسا اس لئے ممکن ہو سکا کہ یہ کوششیں اس امت کے جوہر ذاتی، اس کی روح اور اس کے ذہن و نفسیات سے مطابقت رکھتی تھیں اور وہ انھیں اصول و مبادی سے عبارت تھیں جن پر اس امت کا وجود قائم تھا، اور جہاں سے اس کا تاریخی سفر شروع ہوا تھا۔

انسانی تمدن کو متحرک کرنے کا عمل جاری رہنا چاہئے!

اسلام کی تہذیبی عطا اور انسانی تہذیب پر اس کے احسانات کی شرح اور قافلۂ انسانیت کو زوال و خودکشی سے بچانے اور اسے فروغ و ترقی عطا کرنے کے سلسلہ میں اسلام کی عظیم خدمات کے ذکر کے بعد ایک ابدی و تاریخی حقیقت کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ انسانی تہذیب میں تاثیری عمل، اور اس کا وقتاً فوقتاً از سر نو جائزہ لیتے رہنے اور اسے "قدیم صالح" و "جدید نافع" کا

---

[1] اس سلسلے میں "تاریخ دعوت و عزیمت" جلد اول کا مقدمہ اور اس کامیابی کی مثالوں کے لئے اس کی پانچوں جلدیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

امتزاج عطا کرنے، اور اسے تخریبی و مہلک عناصر اور فاسد و مفسد رجحانات سے بچانے کا عمل مستقل اور مسلسل طور پر انجام دیا جانا چاہیئے۔

دوسری علمی و تاریخی حقیقت یہ ہے کہ امت اسلامیہ انسانی تہذیب پر اس حالت میں اثر انداز نہیں ہو سکتی کہ وہ خود دوسری تہذیبوں کے دستر خوان کی ریزہ چیں ہو، اور ان کے سرچشمہ سے سیراب ہو رہی ہو اور ان کے اثرات میں گلے گلے ڈوبی ہوئی ہو، وہ اس صورتِ حال میں تو اوروں کو متوجہ بھی نہیں کر سکتی، چہ جائیکہ وہ دوسری قوموں کو اپنی تقلید پر آمادہ کر سکے، ایسا اسی وقت ہو سکتا ہے، جب وہ پوری طرح اس بات پر ایمان رکھتی ہو کہ اس کی تہذیب و ثقافت مستقل بالذات ہے، اور ربانی و آسمانی خصوصیات رکھتی ہے، ہر زمانے اور ہر جگہ کے لئے مناسب و مفید ہے، مضبوط بنیادوں پر قائم اور کتاب و سنّت سے ماخوذ اور ربّانی ہدایات اور نبوی تعلیمات پر مبنی ہے، اور اس میں عفّت و طہارت کا ایک خاص تصور ہے، کیونکہ اس کی "طہارت" صرف "نظافت" کے مرادف نہیں اور نہ اس کے یہاں "عفّت" کا مفہوم اخلاقی غلطیوں سے اجتناب تک محدود ہے، بلکہ اس کے وسیع معانی اور دور رس اور ہمہ گیر مفاہیم ہیں، اسلامی زندگی، مغربی تہذیب سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی، جس کا نشو و نما مخصوص تاریخی عوامل کے زیر اثر اور ایسے ماحول میں ہوا ہے، جس پر مادّیت کا غلبہ تھا، اور ایک طویل عرصہ تک اس پر مذہب دشمنی اور اخلاق و صالح اقدار سے بغاوت کی حکمرانی تھی جیسا کہ اس تہذیب اور اس کی تاریخ کے ایک بڑے واقف کار (ڈاکٹر علامہ محمد اقبال) کا کہنا ہے کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف[1]

[1] حاشیہ صفحہ ۱۳۷ پر ملاحظہ ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

تمدنی سہولتوں اور نئی مصنوعات کی ایجادات اور سائنس کی معلومات اور اسلامی تہذیب کے جلال و جمال، سادگی و حقیقت پسندی، طہارت و نظافت پر توجہ، اسراف و فضول خرچی اور خارجی مظاہر اور نمائش سے پرہیز کا باہمی اتفاق و اجتماع اس وقت بہت آسان ہے، جب اسلامی حکومتوں اور معاشروں کو مستقل غیر تقلیدی و غیر عاجلانہ اور احساس کمتری سے دور رہتے ہوئے تمدنی منصوبہ بندی کی توفیق ہو، اور ان میں ذہانت کی چمک، اور اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب کے اثر سے ایمان و انفرادیت موجود ہو جس کی وہ مرہون منت ہیں، اور اس کے ساتھ ان میں اپنے اسلامی تشخص و امتیاز پر فخر کا جذبہ بھی کارفرما ہو۔

(حاشیہ ص ۱۳۶ کا) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب "دستور حیات" کا باب "اسلامی تمدن کی اہمیت اور اس کی ضرورت"۔

www.abulhasanalinadwi.org

رحمۃٌ للعالمین پیغمبر اور رحمتِ عالم دینِ دعوت

ہم اس تاریخی و تجزیاتی بحث اور بعثت محمدیہ (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) کے بعد کے اس عالمی و مقصدی جائزہ کو اپنی کتاب "نبی رحمت" کی اختتامی عبارت پر ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اس کتاب کے لئے "مسک ختام" اور حسن خاتمہ کا کام دے۔

"آپ کی بعثت کے بعد دنیا کی رُت بدل گئی، انسانوں کے مزاج بدل گئے، دلوں میں خدا کی محبت کا شعلہ بھڑکا، خدا طلبی کا ذوق عام ہوا، انسانوں کو ایک نئی دُھن (خدا کو راضی کرنے اور خدا کی مخلوق کو خدا سے ملانے اور اس کو نفع پہنچانے کی) لگ گئی، جس طرح بہار یا برسات کے موسم میں زمین میں روئیدگی، سوکھی ٹہنیوں اور پتیوں میں شادابی اور ہریالی پیدا ہو جاتی ہے، نئی نئی کونپلیں نکلنے لگتی ہیں، اور در و دیوار پر سبزہ اگنے لگتا ہے، اسی طرح بعثت محمدی کے بعد قلوب میں نئی حرارت، دماغوں میں نیا جذبہ، اور سروں میں نیا سودا سما گیا، کروڑوں انسان اپنی حقیقی منزل مقصود کی تلاش اور اس پر پہنچنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے، ہر ملک اور قوم میں طبیعتوں میں یہی نشہ اور ہر طبقے میں اس میدان میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کا یہی جذبہ موجزن نظر آتا ہے، عرب و عجم، مصر و شام، ترکستان

www.abulhasanalinadwi.org

اور ایران، عراق وخراسان، شمالی افریقہ، اور اسپین اور بالآخر ہمارا ملک ہندوستان اور جزائر شرق الہند، سب اسی صہبائے محبت کے متوالے، اور اسی مقصد کے دیوانے نظر آتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے انسانیت صدیوں کی نیند سوتے سوتے بیدار ہوگئی، آپ تاریخ وتذکرے کی کتابیں پڑھیئے تو آپ کو نظر آئے گا کہ خدا طلبی اور خدا شناسی کے سوا کوئی کام ہی نہ تھا شہر شہر، قصبہ قصبہ گاؤں گاؤں بڑی تعداد میں ایسے خدا مست، عالی ہمّت، عارف کامل، داعی حق، اور خادم خلق، انسان دوست، ایثار پیشہ انسان نظر آتے ہیں جن پر فرشتے بھی رشک کریں، انھوں نے دلوں کی سرد انگیٹھیاں گرما دیں عشق الٰہی کا شعلہ بھڑکا دیا، علوم وفنون کے دریا بہا دیئے، علم ومعرفت اور محبت کی جوت جگا دی اور جہالت ووحشت، ظلم وعداوت سے نفرت پیدا کر دی، مساوات کا سبق پڑھایا، دکھوں کے مارے اور سماج کے ستائے ہوئے انسانوں کو گلے لگایا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بارش کے قطروں کی طرح ہر چپّہ زمین پر ان کا نزول ہوا، اور اس کا شمار ناممکن ہے۔

آپ ان کی کثرت (کمیت) کے علاوہ ان کی کیفیت کو دیکھئے، ان کی ذہنی پرواز، ان کی روح کی لطافت اور ذکاوت، اور ان کے ذوق سلیم کے واقعات پڑھیئے، انسانوں کے لئے کس طرح ان کا دل روتا اور ان کے غم میں گھلتا اور کس طرح ان کی روح سلگتی تھی، انسانوں کو مصیبت سے نجات دینے کے لئے وہ کس طرح اپنے کو خطرہ میں ڈالتے اور اپنی اولاد اور متعلقین کو آزمائش میں مبتلا کرتے تھے، ان کے حاکموں کو اپنی ذمہ داری کا کس قدر احساس اور محکوموں میں اطاعت وتعاون کا کس قدر جذبہ تھا، ان کے ذوق عبادت، ان کی قوت دعا، ان کے زہد وفقر،

www.abulhasanalinadwi.org

جذبۂ خدمت، اور مکارم اخلاق کے واقعات پڑھئے، نفس کے ساتھ ان کا انصاف، اپنا احتساب، کمزوروں پر شفقت، دوست پروری، دشمن نوازی، اور ہمدردئ خلائق کے نمونے دیکھئے، بعض اوقات شاعروں اور ادیبوں کی قوت متخیلہ بھی ان بلندیوں تک نہیں پہنچتی، جہاں وہ اپنے جسم وعمل کے ساتھ پہنچے، اگر تاریخ کی مستند اور متواتر شہادت نہ ہوتی تو یہ واقعات قصّے کہانیاں اور افسانے معلوم ہوتے۔

یہ انقلاب عظیم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم معجزہ اور آپ کی "رحمۃ للعالمینی" کا کرشمہ ہے۔

صدق اللہ العظیم

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ"

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست مراجع عربی و اردو

۱۔ قرآن مجید

۲۔ صحیح بخاری

۳۔ ترمذی شریف

۴۔ ابوداؤد شریف

۵۔ ارمغان حجاز — از ڈاکٹر محمد اقبال

۶۔ الاسلام والحضارۃ العربیۃ۔ از محمد کرد علی

۷۔ الاصابۃ — از ابن حجر عسقلانی

۸۔ انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر۔ از مصنف کتاب

۹۔ ایام العرب

۱۰۔ ایران بعہد ساسانیان — از۔ آرتھر کرسٹن سن

۱۱۔ بال جبریل — از۔ ڈاکٹر محمد اقبال

۱۲۔ البدایۃ والنہایہ — از۔ علامہ حافظ عماد الدین بن کثیر

۱۳۔ تاریخ اخلاق یورپ — از۔ لیکی

۱۴۔ تاریخ ادب عربی — از۔ کارل بروکلمان

۱۵۔ تاریخ التراث العربی — از۔ فواد سزگین

۱۶۔ تاریخ چین — از۔ جیمس کارکرن

www.abulhasanalinadwi.org

۱۷. تاریخ دعوت وعزیمت — از۔ مصنف کتاب
۱۸. تمدن عرب — از۔ (ڈاکٹر لیبان) مترجم: سید علی بلگرامی
۱۹۔ الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند — از۔ مولانا سید حکیم عبدالحی حسنی
۲۰۔ دستور حیات — از۔ مصنف کتاب
۲۱۔ سفرنامہ — از۔ ڈاکٹر برنیر
۲۲۔ سیرۃ عمر بن الخطابؓ — از۔ ابن الجوزی
۲۳۔ سیرۃ النبی — از۔ مولانا شبلی نعمانی و مولانا سید سلیمان ندوی
۲۴۔ ضحی الاسلام — از۔ ڈاکٹر احمد امین
۲۵۔ العقد الفرید — از۔ ابن عبد ربہ
۲۶۔ فتوح البلدان — از۔ علامہ احمد بن یحییٰ البلاذری
۲۷۔ الفہرست — از۔ ابن الندیم
۲۸۔ کشف الظنون — از۔ حاجی خلیفہ چلپی
۲۹۔ معجم المصنفین — از۔ علامہ محمود حسن ٹونکی
۳۰۔ مقدمۂ ابن خلدون
۳۱۔ المرأۃ فی القرآن — از۔ عباس محمود العقاد
۳۲۔ معرکۂ مذہب و سائنس — از۔ مولانا ظفر علی خاں۔ بی۔ اے (علیگ)
۳۳۔ منوسمرتی (منوشاستر)
۳۴۔ نبی رحمتؐ — از۔ مصنف کتاب

www.abulhasanalinadwi.org